www.KitaboSunnat.com

مصر میں واقع بابلیون قلعہ کے آثار

خلیج امیر المؤمنین

سیدنا عمر ؓ کو اطلاع ملی کہ بابلیون قلعہ کے قریب سے ایک خلیج دریائے نیل سے بحر احمر کی طرف چلتی تھی جو حجاز اور مصر کو آپس میں ملاتی تھی۔ اس خلیج کی وجہ سے تجارتی سرگرمیوں میں بڑی آسانی رہتی تھی، مگر اب رومیوں نے اسے بے کار کر دیا ہے اور وہ ختم ہو چکی ہے۔ سیدنا عمر فاروق ؓ نے گورنر مصر عمرو بن عاص ؓ کو حکم دیا کہ یہ خلیج دوبارہ کھول دی جائے، چنانچہ حضرت عمرو بن عاص ؓ نے اس خلیج کو دوبارہ کُھدوایا۔ اس طرح حجاز کے شہروں اور مصر کے دارالخلافہ فسطاط کے درمیان راستے آسان ہو گئے اور دونوں سمندروں کے مابین تجارت پھلنے پھولنے لگی اور خوشحالی کا سامان پیدا ہو گیا۔ مزید برآں اس خلیج کے کنارے پر فسطاط شہر میں تفریح گاہیں قائم ہوئیں۔ گھنے درخت لگائے گئے اور رہائش گاہیں تعمیر ہوئیں۔ حضرت عمرو بن عاص ؓ نے اس خلیج کا نام ''خلیج امیر المؤمنین'' رکھا۔

(الفاروق عمر للشرقاوی، ص: 255,254)

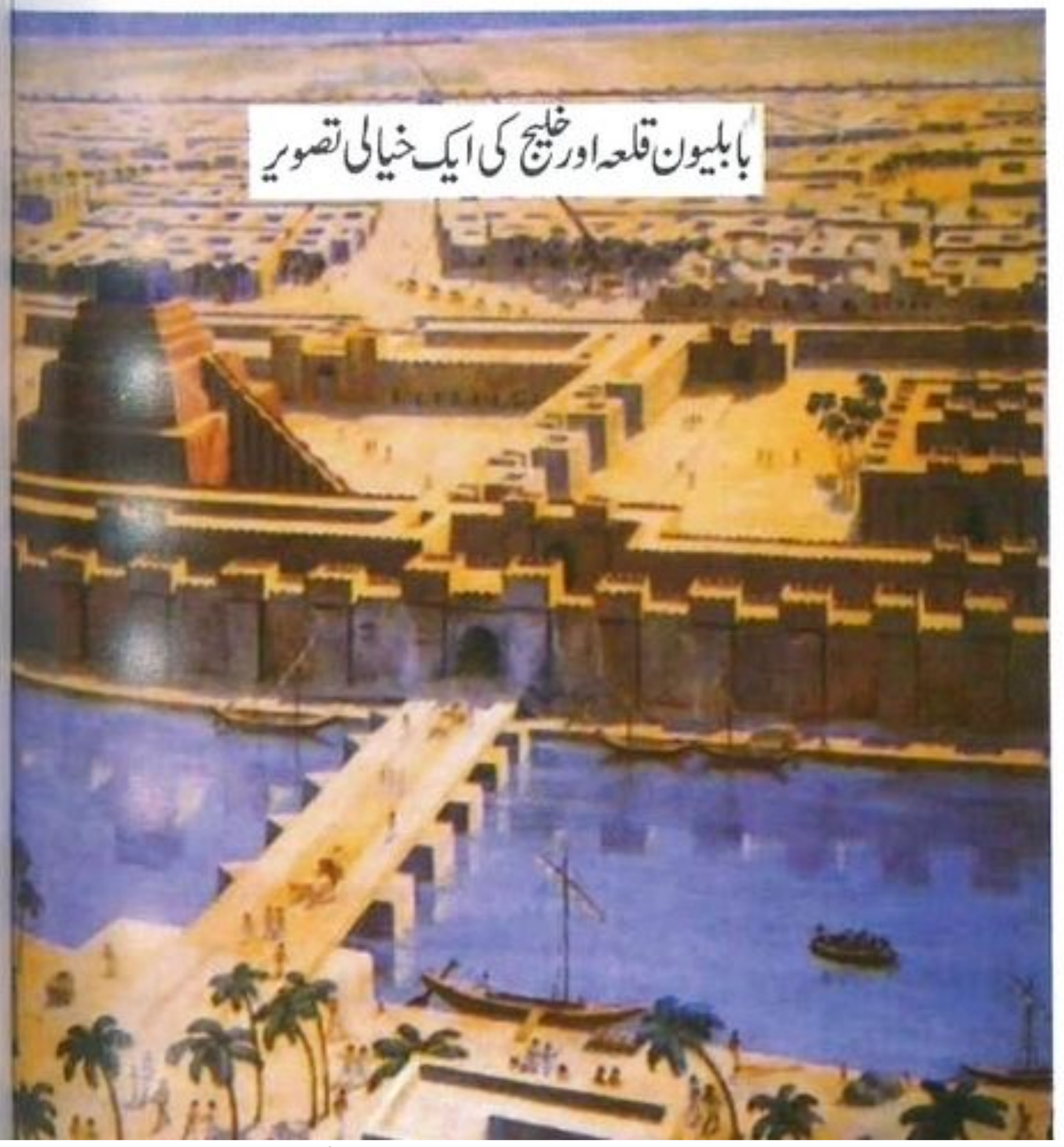

بابلیون قلعہ اور خلیج کی ایک خیالی تصویر

بری و بحری وسائلِ نقل و حمل کی نگہداشت

سیدنا فاروق اعظم ؓ نے سرکاری خزانے کا کچھ حصہ اسلامی ریاست کے مختلف شہروں کو آپس میں ملانے کے لیے صرف کیا۔ اُنہوں نے اس دور کے وسائل کے مطابق بہت سے اُونٹوں والوں کو پبلک ٹرانسپورٹ کی خدمت پر مقرر فرمایا اور انہیں یہ ذمہ داری سونپی کہ جن لوگوں کے پاس سواری نہ ہو وہ اُنہیں ریاست میں جہاں وہ چاہیں ان کی مطلوبہ جگہ پہنچائیں۔ انہوں نے جزیرہ، شام اور عراق کے مابین سفری سہولتوں کا خاص طور پر اہتمام فرمایا۔ (عصر الخلافة الراشدة، ص:230)

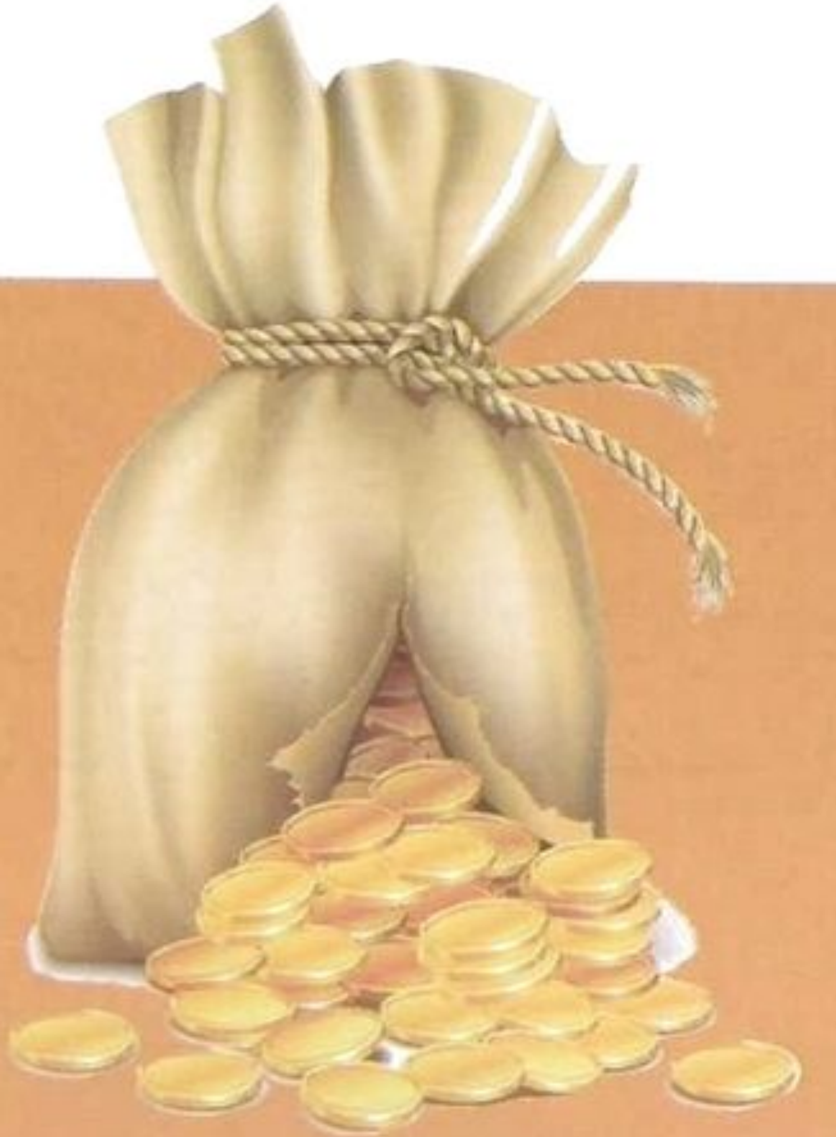

یتیم کا مال

سیدنا عمر ؓ کے پاس ایک یتیم کا مال تھا۔

یہ انہوں نے حکم بن عاص ثقفی کو دے رکھا تھا تاکہ وہ اس مال کو تجارت میں لگائے اور اسے زکاۃ ختم نہ کر دے۔

سیدنا عمر ؓ کے پاس تجارت کا وقت نہ تھا۔ وہ امور خلافت میں مصروف رہتے تھے۔ سیدنا عمر ؓ نے یتیم کے اس مال کا نفع دیکھا کہ وہ (10000) دس ہزار درہم سے لے کر ایک لاکھ درہم تک جا پہنچا۔ ان کو تجارتی طریقے میں شک گزرا۔

معلوم ہوا کہ تاجر یتیم کے ساتھ صلہ رحمی کی آڑ میں سیدنا عمر فاروق ؓ کے قریب ہونا چاہتا تھا۔ انہوں نے سارا منافع رد کر دیا۔ صرف راس المال لے لیا کیونکہ وہ ایسے نفع کو جائز تصور نہیں فرماتے تھے۔

(عصر الخلافة الراشدة: ص 195)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

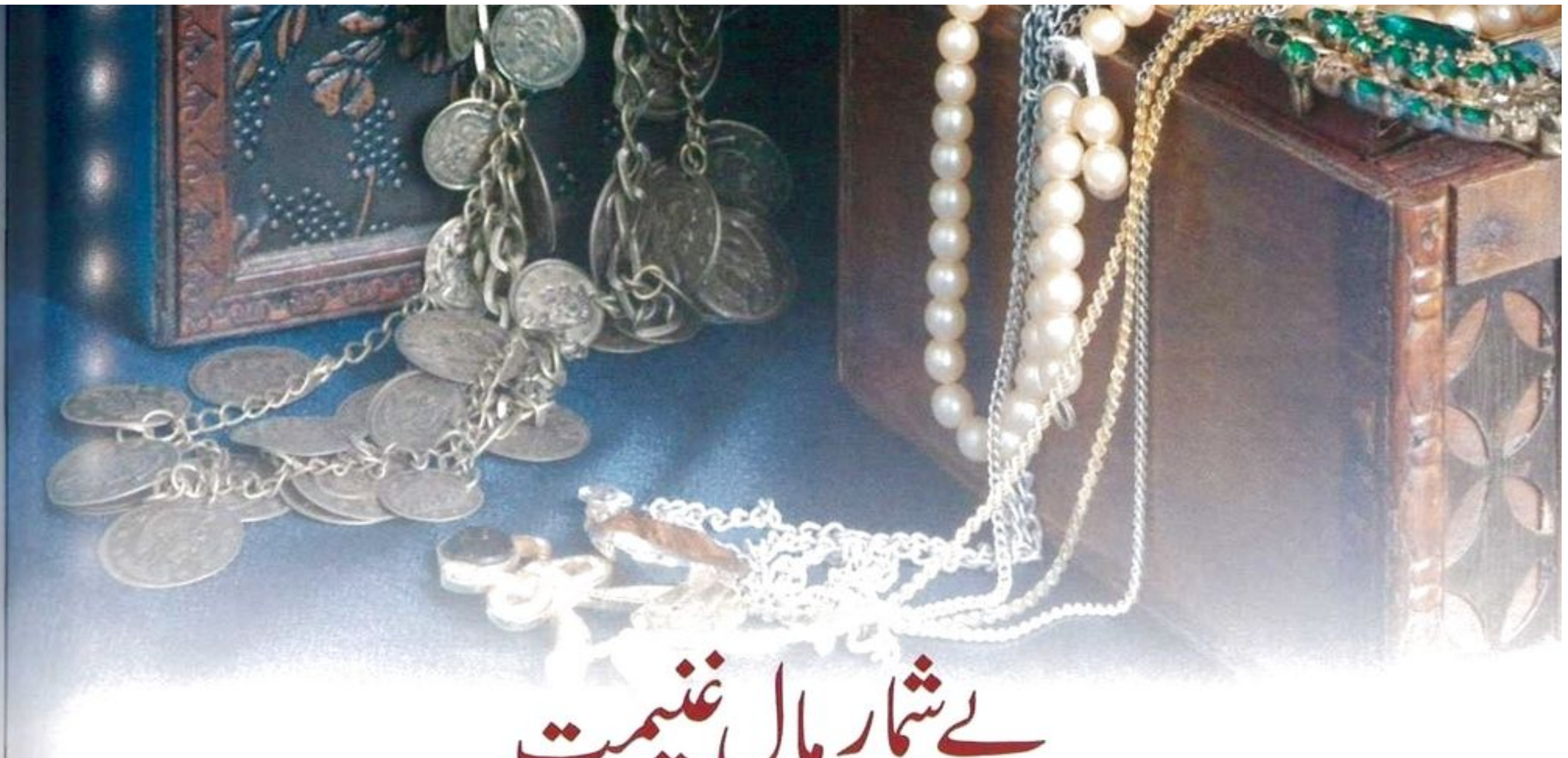

بے شمار مالِ غنیمت

سیدنا عمر فاروق کے دور میں ایران فتح ہوتا ہے وہاں سے جو مالِ غنیمت ملا اس کی ایک جھلک پر غور فرمائیں۔ ایرانی بادشاہ کسریٰ کے ایک قالین کا تذکرہ کیا جاسکتا ہے جس کی پیائش (3600) مربع میٹر تھی۔ اسے خالص سونے سے تیار کیا گیا تھا۔ اس پر نگینے جڑے ہوئے تھے۔ اس پر پھلوں کی شکلیں جواہرات سے بنائی گئی تھیں۔ اس میں پانی بہنے کی ایک تصویر بنائی گئی تھی۔ اسے سونے کے کام سے نمایاں کیا گیا تھا۔ یہ قالین 20 ہزار درہم میں فروخت ہوا۔ جلولا اور نہاوند کی فتوحات سے بھی مسلمانوں کو بڑی مقدار میں سونا، چاندی اور نہایت قیمتی جواہرات حاصل ہوئے تھے۔ صرف جلولا ہی کے مالِ غنیمت کا خمس (60) لاکھ درہم تھا۔

(عصر الخلافة الراشدة: ص 189)

کسریٰ بن ہرمز کے قلعے کے آثار

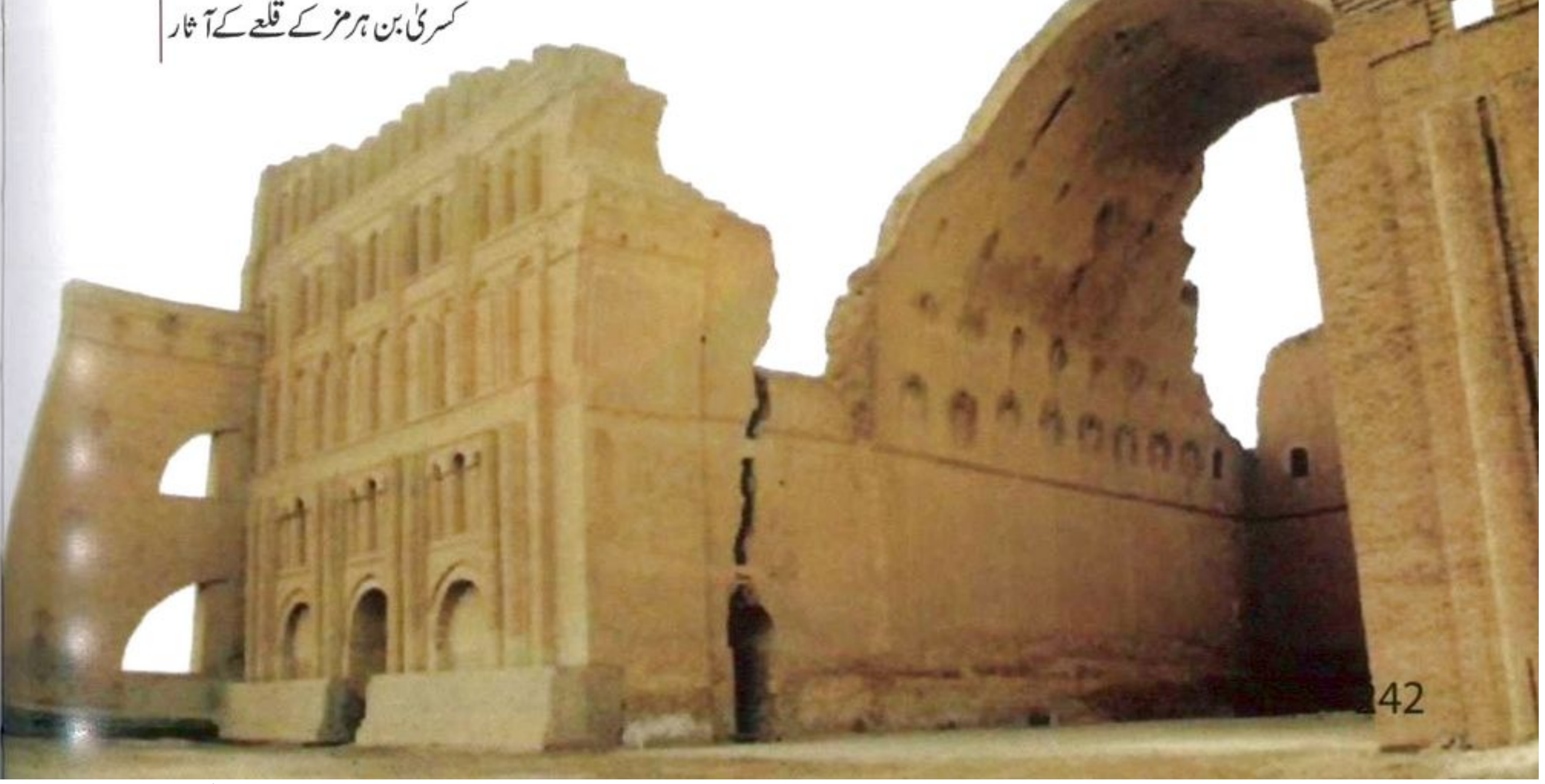

چھاؤنیوں کی تعمیر

فوجی چھاؤنیوں کی طرز پر سرحدوں کی آبادی، نئے شہروں کی تعمیر اور ان شہروں کا ترقیاتی کام عہد فاروقی کا اہم کارنامہ ہے۔ عہد فاروقی میں مسلمانوں کی فتوحات بہت بڑھ گئیں، چنانچہ سرحدوں کے قریب بہت سے شہر بسائے گئے، باہمی رابطہ کے لیے راستے ہموار اور آسان بنائے گئے، وسیع پیمانے پر زمینیں زیر کاشت لائی گئیں، مسلمانوں کو جہادی مراکز اور جدید مفتوحہ علاقوں کی طرف ہجرت کرنے کی ترغیب دی گئی تاکہ ان علاقوں میں اسلام پھیلے اور وہاں موجود مجاہدین کو افرادی قوت اور سامان جنگ میسر آتا رہے۔

سب سے اہم جو شہر بسائے گئے ان میں بصرہ، کوفہ، موصل، فسطاط اور جزیرہ قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ بھی عہد فاروقی میں کئی شہر آباد کیے گئے یہ تمام شہر قبائل اور ان کے پرچموں کی بنیاد پر تمام فوج کے مابین تقسیم کیے گئے، پھر ان شہروں میں فلاحِ عامہ کی تمام سہولتیں فراہم کی گئیں۔ بازار بنائے گئے۔ مساجد تعمیر کی گئیں۔ مجاہدین کے گھوڑوں اور اونٹوں کے لیے چراگاہیں بھی مخصوص کی گئیں۔ حجاز اور جزیرہ عرب کے دیگر علاقوں اور شہروں کے لوگوں کو ان شہروں میں سکونت اختیار کرنے کی ترغیب دی گئی تاکہ یہ علاقے مستقل اور مضبوط فوجی مرکز بن جائیں۔ اور وہاں سے دشمنوں کی سرزمین میں پہنچنے کے لیے فوجوں کی تیاری کے سلسلے میں مدد حاصل ہو سکے اور اسلام کی دعوت دور دور تک پہنچادی جائے۔

(اقتصاديات الحرب في الإسلام: ص 245)

غذائی گودام کی وسعت

مصر، شام اور عراق سے مدد آنے تک سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ قحط زدہ لوگوں کو آٹے کے سرکاری گوداموں سے کھانا کھلاتے رہے۔ غذائی گودام بہت بڑے اقتصادی ادارے کی حیثیت رکھتے تھے۔ ان گوداموں سے مدینہ آنے والوں کو آٹا، ستو، کھجور اور منقیٰ تقسیم کیے جاتے تھے۔ یہ ادارہ اتنا وسیع تھا کہ قحط کے دوران نو مہینے تک مسلسل ہزاروں لوگوں کو خوراک فراہم کرتا رہا یہاں تک کہ بارش ہوئی اور قحط سالی ختم ہوگئی۔

(المدينة النبوية فجر الإسلام: 2/37، 38)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رمادۃ کے سال پناہ گزینوں کے لیے کیمپ

اسلم مولی عمر بیان کرتے ہیں کہ جب عام الرمادۃ، یعنی قحط سالی کا سال تھا جزیرۂ عرب کے ہر کونے سے لوگوں نے مدینہ کا رخ کیا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہنگامی بنیادوں پر کام کیا۔ بہت سے لوگوں کا عملہ ان کی خبر گیری کے لیے مقرر کر دیا۔ میں نے ایک دن انہیں فرماتے ہوئے سنا: اُن لوگوں کی گنتی کرو جو آج شام یہاں کھانا کھائیں گے۔ معلوم ہوا کہ ان کی تعداد (7) ہزار ہے۔ پھر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیمار اور مجبور لوگوں کی فہرست تیار کرائی۔ ان کی تعداد (40) ہزار نکلی جو بعد ازاں (60) ہزار تک پہنچ گئی۔ یہ نظام اسی طرح چلتا رہا حتی کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بارش نازل فرمائی، پھر میں نے دیکھا کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بہت سے لوگوں کو نواحی قصبات و دیہات میں جانے اور وہاں کے باشندوں کو غذائی ضروریات کا سامان فراہم کرنے کا حکم دیا۔ قصبوں اور دیہاتوں میں اتنی کثرت سے ہلاکتیں ہوئی تھیں کہ تقریباً دو تہائی افراد لقمہ اجل بن گئے تھے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مامور کردہ لوگ فجر کے وقت سے ہی کھانا پکانا شروع کر دیتے تھے۔ وہ گاڑھے دودھ کا گھی اور آٹے کا پکوان تیار کرتے اور لوگوں کو کھلاتے تھے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کام کرنے والے کارکنوں کی ڈیوٹیاں لگا رکھی تھیں۔ انہوں نے پناہ گزینوں کے لیے ایک مستقل جداگانہ شعبہ قائم کر دیا تھا۔ ہر عامل اپنی ڈیوٹی سے باخبر تھا۔ اپنی ڈیوٹی میں کوئی کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتا تھا۔ نہ کسی دوسرے کے کام میں دخل دیتا تھا۔

(الكفاءة الإدارية، للدكتور عبدالله القادري:107)

بحران میں خلیفہ وقت کا مثالی کردار

عام الرمادۃ میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گھی اور روٹی کا چُورا بنا کر لایا گیا۔ انہوں نے ایک بدوی کو بھی اپنے ساتھ کھانے کی دعوت دی۔ بدوی روٹی کے ساتھ پیالے کے کناروں سے چکنائی حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شاید تو نے عرصہ دراز سے چکنائی نہیں چکھی۔ اُس نے کہا: جی ہاں! ہم نے مُدت سے گھی اور تیل نہیں دیکھا۔ نہ کسی کو گھی اور تیل کھاتے دیکھا ہے۔ یہ سُن کر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ جب تک سب لوگ خوشحال نہ ہو جائیں گے، میں بھی گوشت اور گھی نہیں کھاؤں گا۔ سب راوی اس بات پر متفق ہیں کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی قسم پوری کر دکھائی۔ اس کا ثبوت یہ واقعہ ہے کہ ایک دفعہ بازار میں گھی کا ڈبہ اور دودھ کا ایک کٹورا بکنے کے لیے آیا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے غلام نے چالیس درہم کے عوض یہ دونوں چیزیں خرید لیں اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: امیر المؤمنین! اللہ نے آپ کی قسم کو پورا کر دیا اور آپ کو اجر عظیم سے نوازا۔ بازار میں یہ ڈبہ اور کٹورا بکنے کے لیے آیا تو میں نے آپ کے لیے یہ دونوں اشیاء چالیس درہم میں خرید لیں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو نے یہ چیزیں بہت مہنگی خریدی ہیں، لہٰذا ان دونوں کو صدقہ کر دے۔ میں نہیں چاہتا کہ کھانے میں اسراف سے کام لوں، پھر فرمایا:

كَيْفَ يَعْنِينِي شَأْنُ الرَّعِيَّةِ إِذَا لَمْ يَمَسَّنِي مَا مَسَّهُمْ

”مجھے پبلک کے احوال کا اس وقت تک صحیح ادراک نہیں ہو سکتا جب تک کہ خود میں خود انہی جیسے حالات سے نہ گزروں“۔

(تاريخ الطبري:78/5)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امت کی پریشانیوں کا احساس

سیدنا عمر فاروق ؓ اس قدرتی آفت سے اس قدر متاثر ہوئے کہ ان کا رنگ ہی بدل گیا۔ عیاض بن خلیفہ فرماتے ہیں: میں نے عام الرمادۃ میں سیدنا عمر فاروق ؓ کو دیکھا ان کا رنگ سیاہ پڑ گیا تھا، حالانکہ وہ عربی النسل تھے، دودھ پیتے اور گھی کھاتے تھے مگر جب لوگ قحط میں مبتلا ہوئے تو انہوں نے گھی اور دودھ اپنے لیے منع کر لیا۔ وہ مسلسل زیتون کا تیل استعمال کرتے رہے اور بھوک برداشت کرتے رہے، اس طرح ان کی صحت بُری طرح متاثر ہوئی۔

اسلم کہتے ہیں: اگر اللہ تعالیٰ اس آفت کو دُور نہ فرماتا تو ممکن تھا سیدنا عمر فاروق ؓ مسلمانوں کے دکھوں کی تاب نہ لا کر ہلاک ہو جاتے۔ سیدنا عمر فاروق ؓ کثرت سے روزے رکھتے تھے۔

(الطبقات الکبری لابن سعد: 315/3)

حاکم عام مسلمانوں جیسا ہی ہے

عام الرمادۃ میں شام کے وقت تیل میں روٹی ڈال کر لائی جاتی تھی جسے سیدنا عمر فاروق ؓ تناول فرما لیتے تھے۔ ایک دفعہ کچھ اونٹ ذبح کیے گئے اور لوگوں کو کھلائے گئے تو لوگوں نے اس گوشت میں سے کچھ عمدہ حصے، کوہان اور جگر وغیرہ علیحدہ کر لیے اور سیدنا عمر فاروق ؓ کی خدمت میں پیش کیے۔ انہوں نے دریافت فرمایا: یہ کہاں سے آئے؟ لوگوں نے عرض کیا: امیر المؤمنین! یہ اُن اونٹوں کا گوشت ہے جو ہم نے ذبح کیے تھے۔ یہ سُن کر آپ نے فرمایا: تعجب ہے اگر میں خود عمدہ چیزیں کھاؤں اور لوگ نکمی چیزیں اور ہڈیاں کھائیں تو مجھ سے بُرا حکمران کون ہوگا! پھر فرمایا: یہ اٹھا لو، میرے لیے دوسرا کھانا لاؤ، چنانچہ اُن کی خدمت میں روٹی اور تیل پیش کیا گیا۔ انہوں نے روٹی کا ٹکڑا لیا اور اسے تیل میں ڈبویا ہی تھا کہ فرمایا: اے یرفأ! یہ برتن اٹھاؤ اور "ثمغ" (مدینہ کی قریبی بستی) والوں کو دے آؤ میں تین دن سے اُن کے پاس نہیں جا سکا، میرا خیال ہے کہ ان کے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ کھانا ان کے دستر خوان پر پہنچا دو۔

(الطبقات الکبری لابن سعد: 312/3)

مریضوں اور کمزوروں کی نگہداشت

بنو نصر سے تعلق رکھنے والے ایک فرد مالک بن اوس بیان کرتے ہیں: عام الرمادۃ کے دوران میری قوم کے ایک سو (100) گھرانے سیدنا عمر فاروق ؓ کے پاس آئے اور جبانہ میں قیام کیا۔ سیدنا عمر فاروق ؓ کے پاس جو بھی آجاتا تھا وہ اسے کھانا کھلاتے تھے اور جو نہ پہنچ پاتا، اس کے پاس آٹا، کھجور اور سالن بھیج دیتے تھے۔ میری قوم کے لوگوں کو ماہانہ اتنا سامان بھیج دیتے تھے جو ان کے لیے کافی ہو جاتا تھا۔ وہ مریضوں کی خبر گیری فرماتے رہے۔ انہوں نے ہلاک ہونے والوں کے لیے کفن کا انتظام بھی فرمایا۔ ان دنوں میں نے دیکھا کہ لوگ مر رہے ہیں اور تلچھٹ کھا رہے ہیں۔

سیدنا عمر ؓ نے خود لوگوں کے جنازے پڑھائے۔ ایک دفعہ میں نے دیکھا، انہوں نے دس (10) افراد کا اجتماعی جنازہ پڑھایا۔ جب قحط سالی ختم ہوگئی تو سیدنا عمر فاروق ؓ نے فرمایا: لوگو تم جن دیہاتوں میں رہتے تھے وہاں واپس چلے جاؤ، پھر ان میں سے کمزور لوگوں کو خود سہارا دے کر ان کے گھروں اور شہروں تک پہنچاتے رہے۔ (أخبار عمر: ص 112)

امیر المؤمنین......عوام کا خادم

حزم بن ہشام اپنے باپ کے واسطے سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا: میں نے سیدنا عمر فاروق ؓ کو عام الرمادۃ میں دیکھا وہ ایک عورت کے قریب سے گزرے وہ عورت گھی اور آٹے سے کھانا تیار کر رہی تھی۔ سیدنا عمر فاروق ؓ نے اسے فرمایا: تم جس طرح پکا رہی ہو، یہ پکوان اس طرح تیار نہیں کیا جاتا، پھر کفگیر اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اسے خود چلا کر فرمایا: کوئی عورت ہنڈیا میں اس وقت تک آٹا نہ ڈالے جب تک کہ پانی گرم نہ ہو جائے۔ پانی گرم ہونے کے بعد تھوڑا تھوڑا ڈالتی جائے اور اُسے کف گیر سے حرکت دیتی رہے۔ اس طرح بہت اچھے آمیزے کا عمدہ پکوان تیار ہوگا۔ (اخبار عمر، ص: 116، مناقب عمر لابن جوزی، ص: 61)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیگر شہروں سے مدد کا حصول

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے قحط سالی کی وبا پر قابو پانے کے لیے نہایت تیزی سے ہنگامی اقدامات کیے۔انہوں نے ان شہروں سے فوراً غذائی امداد طلب کی جو قحط کی زد سے محفوظ اور خوش حال تھے۔انہوں نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو، جو اس وقت مصر کے گورنر تھے،لکھا: اللہ کے بندے عمر بن خطاب امیر المؤمنین کی طرف سے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی طرف۔آپ پر سلامتی ہو، امابعد: کیا آپ مجھے اور میرے ساتھ دیگر افرادامت کو ہلاکت میں اور خود کو اور اپنے ہاں کے باشندوں کو خوشحال دیکھنا چاہتے ہیں؟ جلد از جلد کمک بھجوایئے۔عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا:

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی طرف سے اللہ کے بندے امیر المؤمنین کی طرف۔

آپ پر سلامتی ہو، میں آپ کو اس اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرتے ہوئے پیغام ارسال کرتا ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، امابعد:

آپ کے پاس مدد آرہی ہے تھوڑا سا انتظار کیجیے۔ میں آپ کے پاس غذائی اجناس کا اتنا بڑا قافلہ بھیج رہا ہوں جس کا اگلا حصہ (مدینہ میں) آپ کے پاس اور پچھلا حصہ (اِدھر مصر میں) مجھ سے متصل ہوگا۔ میں مزید بحری راستے کے ذریعے سے بھی غلہ بھیجنے کی کوشش کروں گا۔

چنانچہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار اونٹوں پر آٹا لاد کر بری راستے سے روانہ کیا۔اس کے علاوہ بحری بیڑے بھیجے جن پر آٹا اور گھی لدا ہوا تھا۔مزید برآں پانچ ہزار چادریں بھی ارسال فرمائیں۔

(اخبار عمر،ص:115، الفاروق عمر،ص:262)

قحط سالی سے نجات کی دعائیں

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھاتے، پھر گھر تشریف لے جاتے اور مسلسل نماز میں مصروف رہتے۔ جب رات کا آخری حصہ شروع ہوجاتا تو پہاڑی راستوں کی طرف نکل جاتے اور (لوگوں کی ممکنہ آمد کے پیش نظر) وہاں چکر لگاتے رہتے تھے۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے ایک دفعہ سحری کے وقت سُنا، وہ کہہ رہے تھے:

اللّٰهُمَّ! لَا تَجْعَلْ هَلَاكَ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ عَلَى يَدَيَّ،

اللّٰهُمَّ! لَا تُهْلِكْنَا بِالسِّنِينَ وَارْفَعْ عَنَّا الْبَلَاءَ

''اے اللہ! امت محمد ﷺ کو میرے ہاتھوں ہلاک نہ کر۔اے اللہ! ہمیں قحط سالی سے ہلاک نہ کر۔اے رب کریم! ہم سے اس آفت کو دور فرمادے''۔

وہ مسلسل یہی دعا کرتے رہے حتی کہ قحط کا زمانہ ختم ہوگیا۔

(أخبار عمر: ص 111)

عمال کی کارکردگی رپورٹ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بہت سے ایسے کارکن بھی تعینات کیے جنہیں مدینے کے اردگرد سے آنے والے قحط زدہ لوگوں کا جائزہ لینے کا حکم تھا۔خوراک کی تلاش میں مدینہ پہنچنے والے لوگوں کی فوری خبر گیری کی جاتی تھی۔سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ لوگوں میں تقسیم کیے جانے والے کھانے کی خود نگرانی فرماتے تھے حتی کہ سالن بھی چکھ کر جانچتے تھے۔شام کے وقت سب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ دن بھر کی کارروائی تفصیل سے سنتے اور اس دوران حسب ضرورت مزید احکام وہدایات بھی جاری فرماتے۔

(الكفاءة الإدارية: ص 115)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آرزوئے شہادت

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ اللہ کی راہ میں شہادت کی دعا مانگا کرتے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جب آخری حج کیا' میدان عرفات میں ایک عظیم الشان تاریخی خطبہ دیا۔ پھر مختلف علاقوں کے گورنروں کو بلایا' لوگوں کے سامنے ان کا احتساب کیا۔ اس کے بعد رمی جمرات کے لیے گئے۔ ایک حاجی کا کنکر اتفاقاً آپ کے سر میں لگا۔ سر سے خون بہنے لگا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: یہ میرے قتل کا پیش خیمہ ہے۔ مجھے یقین ہوتا جا رہا ہے کہ مجھے قتل کیا جائے گا۔

سعید بن مسیب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ منیٰ سے نکلے تو وادی بطحاء میں سواری سے نیچے اتر آئے۔ کنکریوں کا ایک چھوٹا سا ڈھیر اکٹھا کیا۔ اسے تکیہ بناتے ہوئے چادر اوڑھ کر چت لیٹ گئے۔ پھر آپ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیے اور بارگاہ الٰہی میں عرض کیا:

اللَّهُمَّ كَبُرَ سِنِّي وَضَعُفَتْ قُوَّتِي وَانْتَشَرَتْ رَعِيَّتِي، فَاقْبِضْنِي إِلَيْكَ غَيْرَ مُضَيِّعٍ وَلَا مُفَرِّطٍ

"اے اللہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ میری قویٰ مضمحل ہو گئے ہیں۔ اسلامی خلافت کا دائرہ انتہائی وسیع ہو گیا ہے۔ اے اللہ! اس سے پہلے کہ میں اس ذمہ داری سے پوری طرح عہدہ برآ نہ ہو سکوں یا اپنی ذمہ داریوں میں کوتاہی برتوں' مجھے اپنے پاس بلا لے"۔

پھر آپ مدینہ آئے تو آپ نے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ سُنَّتْ لَكُمُ السُّنَنُ وَفُرِضَتْ لَكُمُ الْفَرَائِضُ

وَتُرِكْتُمْ عَلَى الْوَاضِحَةِ إِلَّا أَنْ تَضِلُّوا بِالنَّاسِ يَمِينًا أَوْ شِمَالًا

"سامعین کرام! آپ کے لیے رسول اللہ ﷺ کا اسوہ اور شریعت کے مقرر کردہ فرائض ایک کھلی کتاب کی طرح ہیں۔ ان میں کوئی ابہام نہیں ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تم اس سیدھے راستے کو چھوڑ کر دائیں بائیں غلط پگڈنڈیوں پر نکل جاؤ"۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مدینہ واپس پہنچے تو ان کے دل میں شہادت کا شوق پہلے سے بڑھ گیا۔ ایک طرف شہادت کی آرزو اور دوسری طرف انہیں مدینۃ الرسول کا فراق بھی گوارا نہیں تھا۔ ایک دن وہ اپنی بیٹی ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور اپنے دل کی بات بیٹی کے سامنے رکھ دی۔ بیٹی! میں اللہ کے راستے میں موت اور مدینۃ الرسول میں شہادت کا طلب گار ہوں۔ لوگ سوچتے ہیں کہ شہادت کے لیے تو میدان جہاد میں جانا چاہیے۔ مدینہ میں شہادت کی خواہش کی تکمیل کیسے ممکن ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس کے جواب میں کہتے: مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ میری خواہش ضرور پوری کرے گا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ انہیں ایک مرغ نے دو تین چونچیں ماری ہیں۔ انہوں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ انہیں کوئی عجمی آدمی قتل کرے گا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دن لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا: اس دنیا نے کبھی کسی سے وفا نہیں کی۔ میری چھٹی حس مجھے بتا رہی ہے کہ اس دار فانی سے میرے کوچ کا وقت قریب آ پہنچا ہے۔

آپ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احد پر کھڑے ہو کر آپ کا یہ فرمان سنا تھا:

اُثْبُتْ أُحُدُ فَمَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ

(صحيح البخاري، حديث: 3675)

"اے احد ثابت قدم رہ! تیرے اوپر اس وقت صرف ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید کھڑے ہیں"۔

اس دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ابوبکر صدیق، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔

سیدنا عمر نے جب دنیا کو الوداع کہا تو ان کی وراثت میں مٹی کے ایک کچے گھر' سواری کے لیے ایک خچر' پیوند لگے لباس اور کوڑے کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔ یہ تھی تاریخ کے سب سے بڑے فاتح' ریفارمر اور بائیس لاکھ مربع میل کے حکمران کی کل کائنات!

کہاں ہیں مال و منال' کہاں ہیں محلات' کہاں ہے سطوت و حشمت' یہاں تو صرف ابدی سچائیوں کا حامل عقیدہ ہے' جس کی ابتدا رشد و ہدایت سے ہوئی' جو زمان و مکان کی حدود سے ماورا ہو گیا کیونکہ یہ ایک حکیم اور حمید ذات کا نازل کردہ ہے۔

(المسك والعنبر في خطب المنبر، عائض قرني)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قسطنطنیہ کی ایک نایاب تصویر

یہاں کوئی اونچ نیچ نہیں ہے

جبلہ بن ایہم ہرقل کی طرف سے بنوغسان کا آخری گورنر تھا۔ جب اسلامی فتوحات بڑھتی گئیں اور رُومی خطے میں مسلمانوں کو پے در پے کامیابیاں حاصل ہوئیں تو شام میں رہنے والوں نے بھی اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا۔ جبلہ نے بھی خطے کی صورت حال کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔

اس نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو درخواست بھیجی کہ وہ مدینہ طیبہ آنا چاہتا ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس کے اسلام لانے اور مدینہ حاضر ہونے کی خواہش سے بہت خوش ہوئے۔ وہ مدینہ آیا تو بڑے کروفر کے ساتھ پہنچا۔ اس کے ساتھ بڑی تعداد میں باڈی گارڈ تھے۔ کئی دنوں تک وہ مدینہ میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مہمان نوازی سے لطف اندوز ہوتا رہا۔ اس نے خواہش ظاہر کی کہ وہ حج کرنا چاہتا ہے۔ بیت اللہ کے طواف کے دوران رش کی

وجہ سے بنوفزازہ کے ایک شخص کا پاؤں اس کی چادر پر آ گیا۔ اس کے نتیجے میں اس کا ازار کھل گیا۔ جبلہ غضب ناک ہو گیا۔ وہ ابھی نیا نیا مسلمان ہوا تھا۔ اس نے اس آدمی کو اتنے زور سے تھپڑ مارا کہ اس کی ناک سے خون پھوٹ پڑا۔ وہ فزاری آدمی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جبلہ کی زیادتی کے خلاف دعویٰ دائر کیا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جبلہ کو بلا بھیجا۔ وہ آیا تو استفسار فرمایا: جبلہ! تم نے اپنے مسلمان بھائی پر ظلم کرتے ہوئے اسے تھپڑ کیوں مارا؟ اس نے جواب دیا کہ ابھی تو میں نے اس سے نرمی برتی ہے اگر مسجد حرام کا تقدس نہ ہوتا تو میں اس کا سر قلم کر دیتا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے اپنے جرم کا خود اقرار کر لیا ہے۔ اب یا تو اس فزاری کو راضی کرو یا قصاص دینے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ یہ سن کر جبلہ کی حیرانگی کی حد نہ رہی۔ اس نے کہا: یہ کیسے ممکن ہے کہ میں ایک بادشاہ ہوتے ہوئے ایک معمولی آدمی کو قصاص دوں؟!!

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسلام میں سب انسان برابر ہیں۔ وہ کہنے لگا: امیر المؤمنین! میرا خیال تھا کہ میں اسلام لا کر اپنی جاہلانہ زندگی سے زیادہ باعزت مرتبہ حاصل کر لوں گا۔ یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسلام صرف تم جیسے بادشاہوں کو ہی عزت نہیں دیتا۔ اس غریب فزاری کو بھی اسلام نے ایسی عزت عطا کی ہے کہ وہ تم جیسے بادشاہ کے خلاف دعوی دائر کر رہا ہے۔ اگر تم اس آدمی کو راضی نہ کر سکے تو پھر تمہیں قصاص کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ یہ سُن کر جبلہ نے کہا: میں پھر عیسائی بن جاؤں گا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم مسلمان ہونے کے بعد اس دین کو چھوڑو گے تو مرتد قرار پاؤ گے اور ہمارے دین میں مرتد کی سزا قتل ہے۔ یہ سن کر جبلہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں غور وفکر کے لیے کچھ مہلت طلب کی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ٹھیک ہے تم اچھی طرح سوچ لو۔ جبلہ اپنے گھر پہنچا اور رات کے اندھیرے میں اپنے ساتھیوں سمیت فرار ہو کر قسطنطنیہ پہنچ گیا۔ اس نے دوبارہ عیسائی مذہب اختیار کر لیا۔ بعد میں وہ اپنے اس فیصلے پر سخت نادم ہوا۔

اس نے اپنی یہ سرگزشت اپنے بعض اشعار میں بیان کی ہے جو ہمیشہ تاریخ کا حصہ رہے گی۔ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بے لاگ انصاف کی گواہی دیتی رہے گی۔

(فن الحكم في الإسلام: ص 477، 478)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا حسن و حسین سے محبت

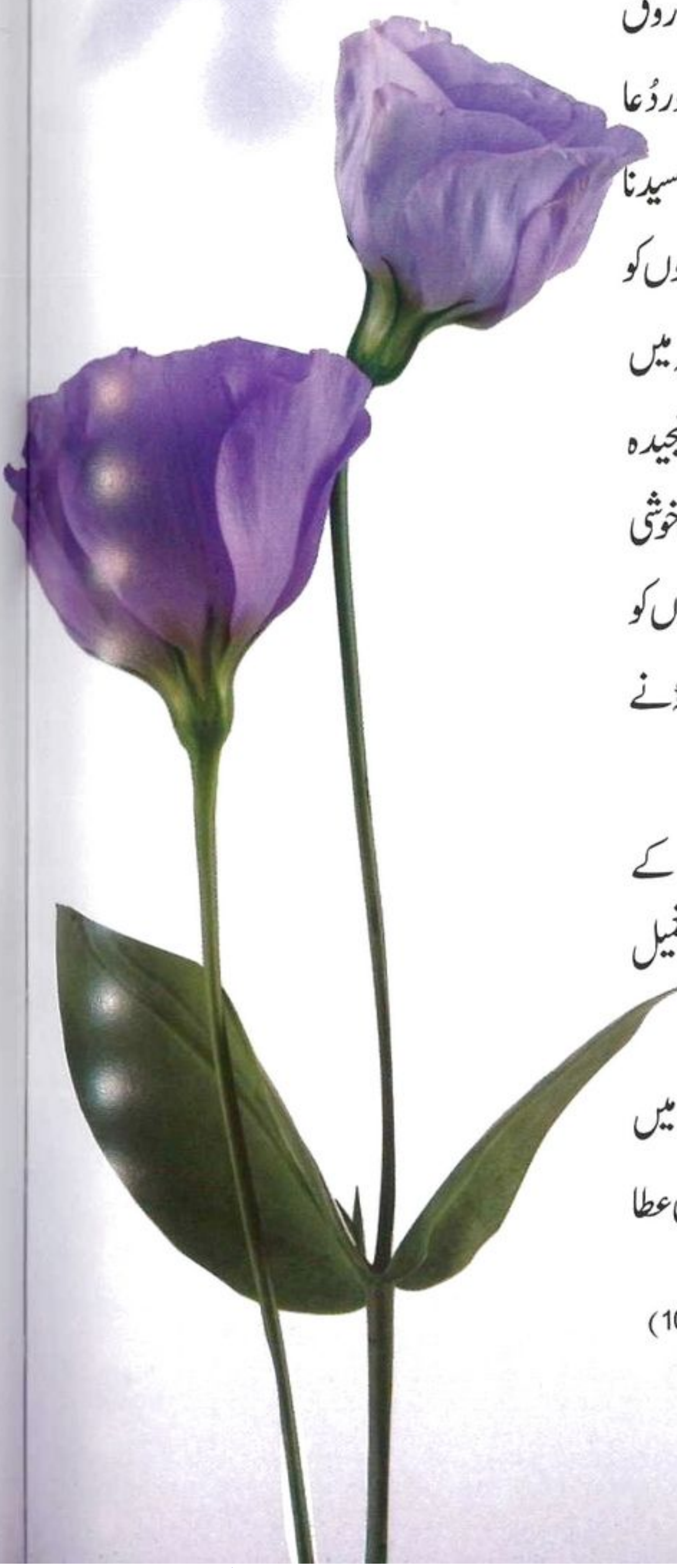

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک دفعہ یمن سے بہت سے قیمتی کپڑے کے جوڑے آئے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے وہ کپڑے سب لوگوں میں تقسیم کر دیے۔ لوگ بہت خوش ہوئے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ریاض الجنہ میں تشریف فرما تھے۔ لوگ آتے، سلام کہتے اور دُعا دے کر چلے جاتے تھے۔ اسی اثنا میں سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما اپنی والدہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے نکلے۔ وہ لوگوں کو پھلانگتے آگے آ رہے تھے۔ ان دونوں صاحبزادوں کے حصہ میں کوئی جوڑا نہ آیا تھا۔ یہ صورت حال دیکھ کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سخت رنجیدہ ہوئے۔ پریشانی کے عالم میں کہا: ان جوڑوں کی تقسیم سے مجھے خوشی نہیں ہوئی۔ لوگوں نے عرض کیا: امیر المؤمنین! آپ نے لوگوں کو اتنے قیمتی کپڑے دیے، اُن سے اچھا سلوک کیا! سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ان دو محترم بچوں کی وجہ سے پریشان ہو گیا ہوں۔

پھر یمن کے حاکم کی طرف لکھا کہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے لیے دو بہترین جوڑے فوراً ارسال کیے جائیں۔ حکم کی فوراً تعمیل ہوئی۔

یمن کے حاکم نے دو نہایت قیمتی جوڑے ان کی خدمت میں روانہ کر دیے جب جوڑے پہنچ گئے تو حسنین رضی اللہ عنہما کو بلوا کر انہیں عطا فرمائے۔

(المرتضى للندوي: 118، الإصابة:1/106)

کامیابی کا راز بے لاگ انصاف

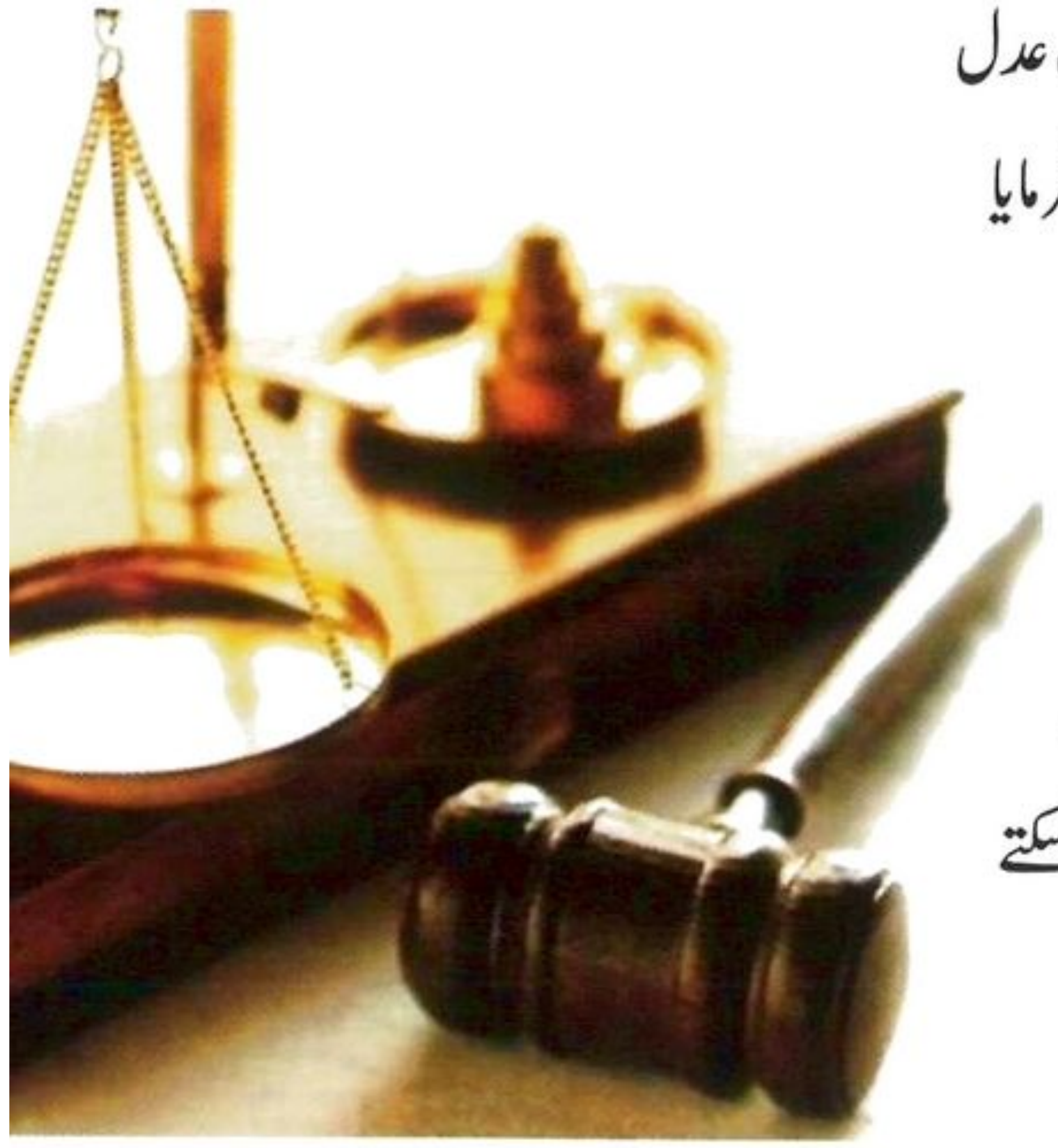

خلفائے راشدین کی کامیابی کا راز ان کا بے لاگ عدل و انصاف پر قائم رہنا تھا۔ امام ابن تیمیہ نے کیا خوب فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ ہر اس ریاست کی لازماً مدد فرماتا ہے جو اپنی رعایا کے ساتھ انصاف کرے، چاہے ایسی ریاست کافر ہی ہو۔ ظالم ریاست کی اللہ تعالیٰ ہرگز مدد نہیں کرتا، چاہے وہ مسلمان ریاست ہو۔ عدل ہی ایک ایسی خوبی ہے جس سے لوگ امن و آشتی کے ساتھ رہ سکتے ہیں اور ان کے جان و مال محفوظ ہو سکتے ہیں۔

(السياسة الشرعية: ص 10)

عصر حاضر میں بہت سے لوگ ونسٹن چرچل کے حوالے سے یہ بات بیان کرتے ہیں کہ جب تک ہماری عدالتوں میں انصاف ہو رہا ہے ہمیں کوئی خطرہ نہیں مگر چرچل سے صدیوں پہلے امام ابن تیمیہ نے یہ بات بڑے بہتر انداز میں ارشاد فرما دی تھی۔

اقرباء پروری کی خرابیاں

جس نے کسی کو دوستی یا رشتہ داری کی بنا پر عہدہ دیا یعنی عہدہ محض قرابت داری کی بنا پر دے دیا حالانکہ اُس میں مطلوبہ صلاحیت نہیں پائی جاتی تھی۔ ایسے شخص نے اللہ، اس کے رسول اور مؤمنین سے خیانت کی۔ اور جس نے جانتے بوجھتے کسی فاجر کو گورنر بنا دیا تو وہ بھی اسی جیسا ہے۔

(الفتوحات الإسلامية:2/427)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا میں نے نماز مکمل کر لی تھی؟!

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فجر کی نماز پڑھانے آئے۔ انتہائی سیاہ دل اور سیاہ بخت ابولؤلؤ مجوسی مسجد میں چھپا بیٹھا تھا۔ یہ ایسا فاجر تھا کہ اسے ایک مرتبہ بھی اللہ کے حضور سجدہ ریز ہونے کا شرف حاصل نہیں ہوا تھا۔ سیدنا عمر نے نماز شروع کی، سورہ فاتحہ پڑھنے کے بعد سورہ یوسف کی تلاوت شروع کر دی۔ انہیں یہ سورت بہت پسند تھی۔ جب آپ تلاوت کرتے ہوئے:

﴿ وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ ﴾

پر پہنچے تو آپ پر رقت طاری ہوگئی۔ سب لوگوں کی آنکھوں سے بھی بے اختیار آنسو بہنے لگے۔ سب لوگوں پر یہی کیفیت طاری تھی یہاں تک کہ پچھلی صف سے لوگوں کی ہچکیاں لے کر رونے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

جب آپ رضی اللہ عنہ اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں گئے تو یہ بدبخت زہر آلود خنجر لے کر گھات سے نکلا اور آپ پر چھ سات وار کیے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ گر پڑے اور آپ کی زبان پر یہ الفاظ تھے:

حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ

”میرے لیے اللہ ہی کافی ہے، جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں اسی پر توکل کرتا ہوں اور وہ عرش عظیم کا رب ہے۔“

لوگوں کو کچھ سمجھ نہ آیا کہ کیا ہوا ہے۔ ایک تو اندھیرا تھا، دوسرا لوگ خشوع خضوع سے نماز میں مگن تھے۔ انہیں حالات کی سنگینی کا اس وقت کچھ اندازہ ہوا جب عبدالرحمٰن بن عوف نے آگے بڑھ کر نماز مکمل کروائی۔ ان حالات میں بھی وہ لوگ نماز کو نہیں بھولے۔ یہ اس اُمت کا طرہ امتیاز ہے کہ یہ میدان کارزار اور تلواروں کے سائے میں بھی نماز سے غافل نہیں ہوتے۔

جب عبدالرحمٰن بن عوف آگے بڑھ کر نماز پڑھانے لگے تو لوگ گھبرا گئے۔ خلیفہ کو کیا ہوا، ان کی آواز آنا کیوں بند ہوگئی۔ ہمارے محبوب اور عادل حکمران کے ساتھ کیا ماجرا پیش آیا۔

لوگ مختصر سی نماز کے بعد سیدنا عمر کی طرف متوجہ ہوئے تو وہ بری طرح گھائل اور موت وحیات کی کشمکش میں تھے۔ سیدنا عمر نے لوگوں سے سب سے پہلا یہ سوال کیا: میرا قاتل کون ہے۔ جب لوگوں نے بتایا: ابولؤلؤ مجوسی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اُن کا قاتل ایسا شخص ہے جو کبھی بھی اللہ کے حضور سربسجود نہیں ہوا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو موت وحیات کی کشمکش میں بھی نماز کی فکر تھی۔ اُنہوں نے پوچھا: کیا میں نے نماز مکمل کر لی تھی۔ لوگوں نے بتایا کہ نہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بارگاہ الٰہی میں عرض کرنے لگے: اے اللہ مجھے نماز مکمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔

نہ انہوں نے اپنی حکومت کے بارے میں پوچھا، نہ بیوی کے بارے میں، نہ بچوں کے بارے میں، نہ وراثت کے بارے میں، انہیں فکر تھی تو اس بات کی کہ وہ اللہ کے حضور پیش ہونے سے قبل فجر کی نماز کی ادائیگی کر لیں۔

صحابہ کرام اسی نازک صورت حال کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے قتل سے ہمیں ایسے لگا جیسے ہم پر قیامت ٹوٹ پڑی ہو۔ (المسك والعنبر في خطب المنبر، للدكتور عائض القرني)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو موت وحیات کی کشمکش میں بھی نماز کی فکر تھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی نظر میں علم کی اہمیت وفضیلت

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ آدمی اپنے گھر سے ایسی حالت میں نکلتا ہے کہ اس پر تہامہ کے پہاڑوں جیسے گناہ ہوتے ہیں مگر جب وہ علم حاصل کرتا ہے تو اس کی برکت سے وہ اللہ تعالیٰ سے ڈر جاتا ہے۔ اللہ کی طرف لوٹتا ہے اور توبہ کرتا ہے، پھر جب گھر لوٹتا ہے تو اس پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا، لہٰذا تم علماء کی مجلسوں سے دور نہ رہا کرو۔

(مفتاح دارالسعادة: 1 / 122، وفرائد الکلام: ص 135)

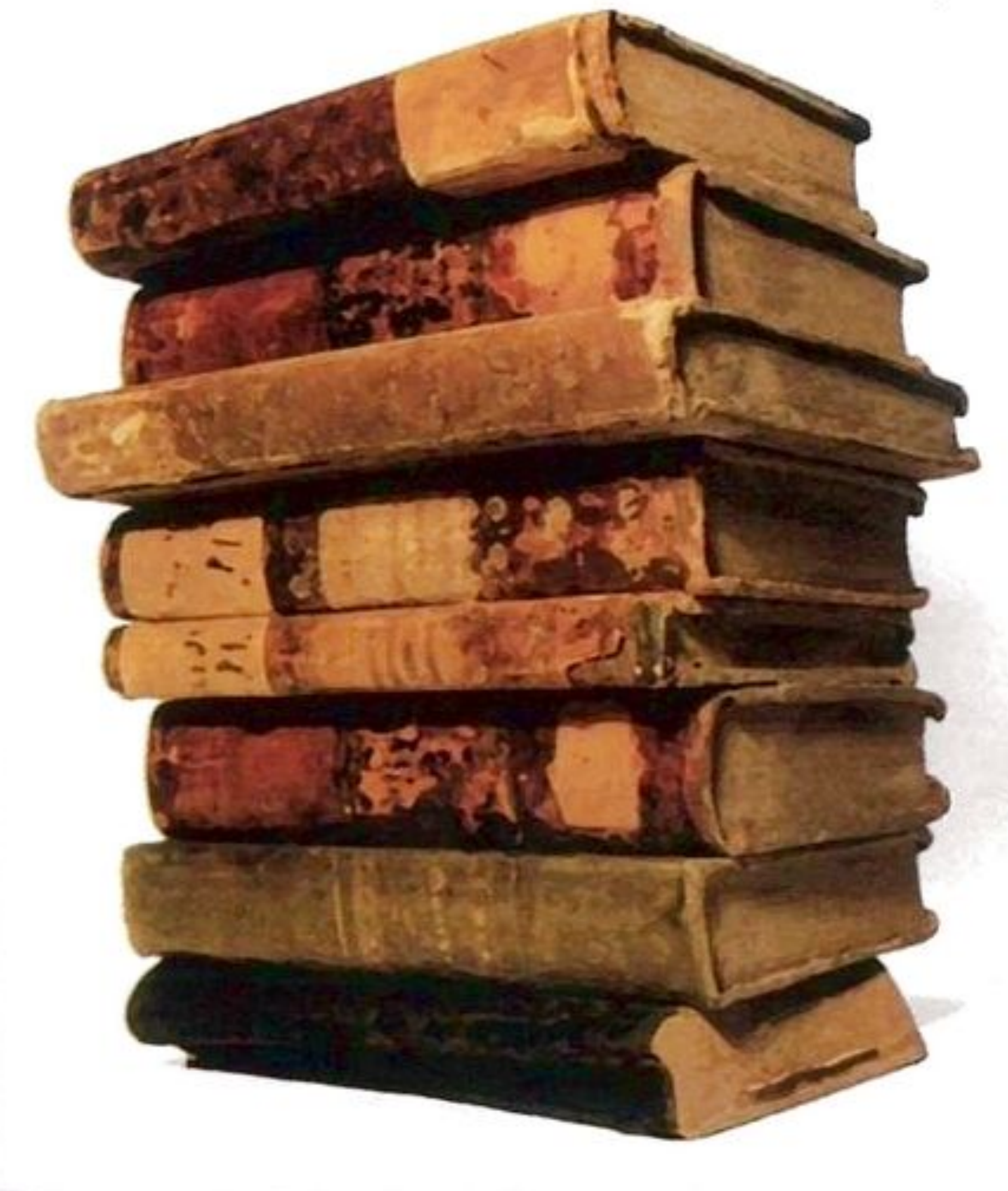

لَا يَكُونُ الرَّجُلُ عَالِمًا
حَتَّى لَا يَحْسُدَ مَنْ فَوْقَهُ
وَلَا يحْقِرَ مَنْ دُونَهُ وَلَا
يَأْخُذَ عَلَى عَمَلِهِ أَجْرًا

''کوئی شخص اس وقت تک عالم نہیں بن سکتا جب تک وہ اپنے سے بڑے عالم سے حسد کرتا رہے، اپنے سے چھوٹے عالم کو حقیر سمجھتا رہے اور اپنے عمل کا معاوضہ لیتا رہے''۔

فرمایا: اس سے پہلے کہ تم اپنی قوم کے سردار بنو، علم حاصل کرلو، ورنہ تمہاری سرداری تمہارے علم میں رکاوٹ بن جائے گی اور تم بدستور جہالت کے اسیر رہ کر زندگی گزارو گے۔

(التبیان في حملة القرآن للنووي: ص 60، وفرائد الکلام: ص 163)

اگر علم تمہیں نفع نہیں دے گا تو نقصان بھی نہیں پہنچائے گا۔

(الزھد للإمام أحمد: ص: 174، وفرائد الکلام: ص 168)

ایک ہزار عابدوں کی موت ایک ایسے عالم سے کم نقصان دہ ہے جو حلال وحرام کا علم رکھتا ہو۔

(فرائد الکلام: ص 157، ومفتاح دار السعادة: 12/1)

قرآن کے برتن اور علم کے چشمے بن جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے روزانہ رزق کی التجا کرو اگر زیادہ رزق نہ بھی ملا تب بھی تمہیں کچھ نقصان نہ ہوگا۔

(فرائد الکلام: ص: 159، والبیان والتبیین للجاحظ: 303/2)

علم سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ۔ متانت اور وقار سے رہنا سیکھو۔ جس سے تم نے علم سیکھا ہے اس کی عزت کرو اور جس نے تم سے علم سیکھا ہے اس کا بھی احترام کرو۔ متکبر علماء نہ بنو کہ تمہارا علم تمہاری جہالت کی عکاسی کرنے لگے۔

(أخبار عمر: ص: 263، ومحض الصواب: 686/2)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ علمائے کرام کو لغزش سے محتاط رہنے کی تلقین کرتے تھے۔ فرماتے تھے کہ عالم کی لغزش، منافق کا قرآن کریم کے دلائل لے کر بحث ومباحثہ کرنا اور گمراہ پیشوا کی قیادت یہ تینوں اسلام کی عمارت کو منہدم کردیتے ہیں۔

(محض الصواب: 717/2)

سیدنا عمر فاروق کا ایک قیمتی قول

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ایک مشہور قول ہے:

إِنَّمَا تُنْقَضُ عُرَى الْإِسْلَامِ عُرْوَةً عُرْوَةً إِذَا نَشَأَ فِي الْإِسْلَامِ مَنْ لَا يَعْرِفُ الْجَاهِلِيَّةَ

''بلاشبہ اس وقت اسلام کے کڑے ایک ایک کرکے توڑ دیے جائیں گے جب اسلام میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو جاہلیت کو نہ جانتے ہوں''۔

(مجموع الفتاوٰی: 36/15، وفرائد الکلام للخلفاء الکرام: ص 144)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیک دل گورنر، ماں سے زیادہ شفیق

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کوفہ کے گورنر تھے۔ وہ اپنے زیر انتظام تمام علاقوں کی کڑی نگرانی کرتے تھے اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مشورے کر کے اپنے ماتحت علاقوں میں حکام کا تقرر فرماتے تھے۔ اہل کوفہ کے سمجھدار لوگ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے بڑے مداح تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ کوفہ کی ایک مشہور شخصیت سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے کردار کے بارے میں سوال کیا تو اس نے جواب دیا: سعد رضی اللہ عنہ اموال کی وصولی میں انتہائی متواضع ہیں۔ اپنی ذات میں خالص عربی النسل ہیں۔ احکام جاری کرنے میں شیر ہیں۔ مقدمات میں انصاف سے کام لیتے ہیں۔ تقسیم میں مساوات برتتے ہیں۔ لشکر سے دور رہتے ہیں لیکن اہل لشکر پر ایک نیک دل ماں سے بھی زیادہ شفیق ہیں۔ وہ چیونٹی کی طرح چپکے چپکے ہمارے پاس پہنچ جاتے ہیں۔

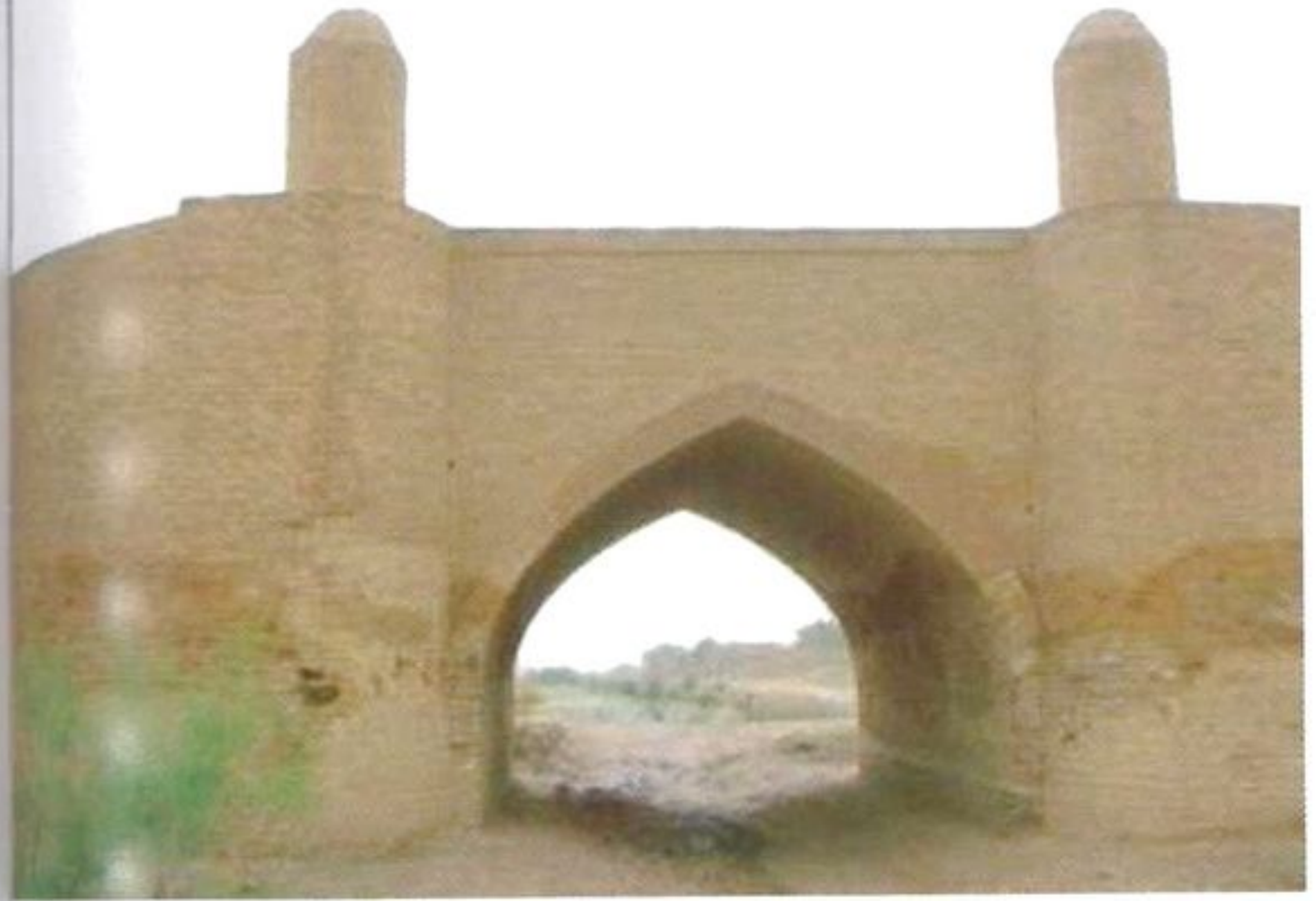

قدیم کوفہ کے آثار

(الولاية على البلدان:1/123)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی شخصیت اور اسلوب کار کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا: میں نے انہیں اپنے دور ولایت میں طبعاً سب لوگوں سے زیادہ کریم اور سب سے کم سختی کرنے والا پایا۔ وہ لوگوں پر ماں کی مامتا جیسی شفقت کرتے ہیں۔ ان کے لیے اموال اس طرح جمع کرتے ہیں جس طرح چیونٹیاں اپنی خوراک جمع کرتی ہیں۔ وہ میدانِ جنگ میں انتہائی مضبوط ہیں اور لوگوں کے لیے قریش کے محبوب ترین شخص ہیں۔

(الولاية على البلدان:1/123)

بچوں سے شفقت نہ کرنے والا عامل نہیں ہوسکتا

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بنو اسلم کے ایک آدمی کو ایک علاقے کا والی مقرر کیا۔ وہ آدمی عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا۔ اس وقت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنے ایک بچے کو گود میں بٹھا کر پیار کر رہے تھے۔ اس آدمی نے کہا: امیر المؤمنین! آپ بچوں سے اس طرح پیار کرتے ہیں؟ اللہ کی قسم! میں نے تو کبھی کسی بچے کو بوسہ نہیں دیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

فَأَنْتَ وَاللّٰهِ بِالنَّاسِ أَقَلُّ رَحْمَةً لَا تَعْمَلْ لِي عَمَلًا

''اللہ کی قسم! تیرے دل میں لوگوں کے ساتھ مہربانی کا قطعاً کوئی جذبہ نہیں ہے تو میری طرف سے والی بن کر کام نہیں کر سکتا''۔ یہ وجہ تھی کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے معزول کر دیا۔ (محض الصواب:2/519)

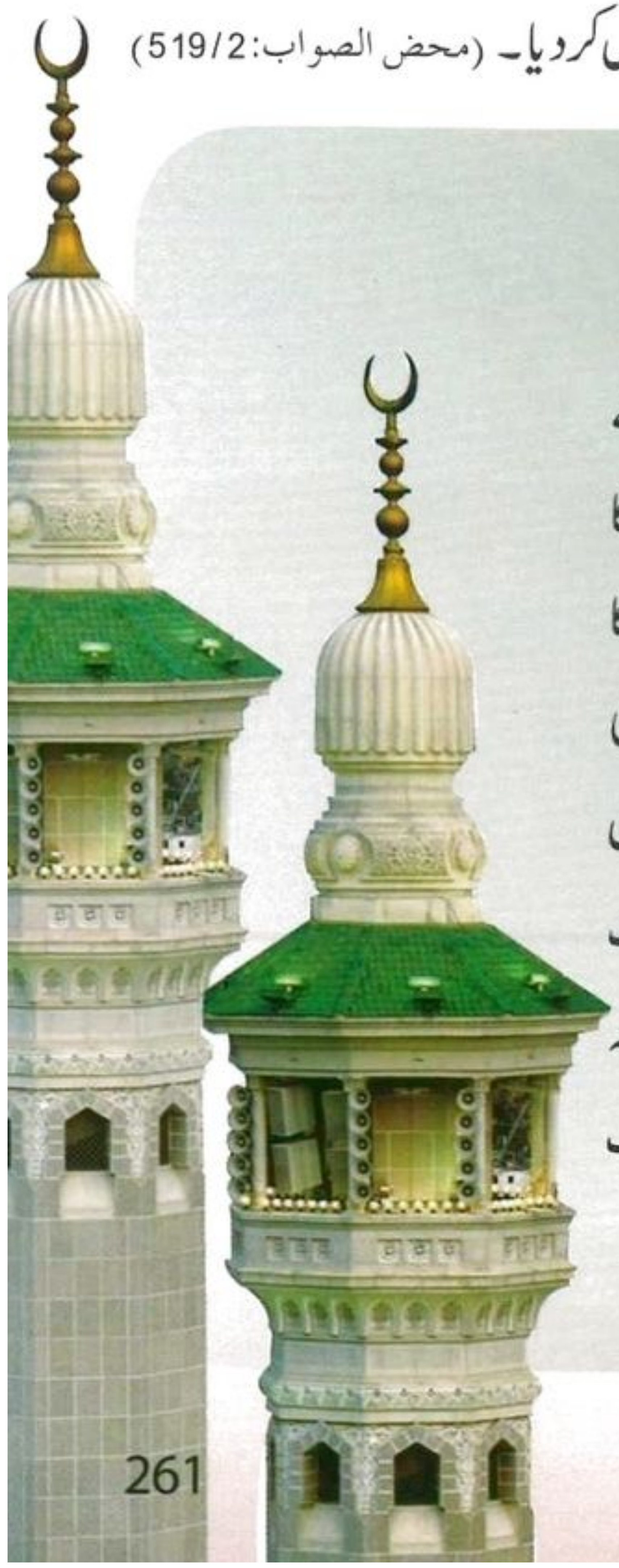

اذان کے لیے قرعہ اندازی

معرکۂ قادسیہ کے اختتام پر ایک عجیب معاملہ پیش آیا۔ اس سے ہمارے اسلافِ کرام کی دین سے وابستگی اور ان کے تقرب الی اللہ کا حال معلوم ہوتا ہے۔ ہوا یوں کہ اس معرکے کے آخری دن مسلمانوں کا مؤذن شہید ہو گیا۔ اُدھر نماز کا وقت ہو گیا۔ مجاہدین کو اذان دینے کی اس قدر زبردست تمنا تھی کہ ہر شخص چاہتا تھا کہ اذان وہی دے۔ اس معاملے نے اس قدر طول پکڑا کہ باہم تکرار کی نوبت آ گئی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے مسابقت کی یہ صورت حال دیکھی تو قرعہ اندازی کا طریقہ اختیار کیا اور جس کا نام نکلا اسے اذان دینے کا شرف حاصل ہوا۔

(تاريخ الطبري:4/390)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سابقہ حکام کا احترام

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سابقہ عمال وحکام کا بہت احترام فرماتے تھے۔خلافت راشدہ کے پورے دور پر ہمیں یہی چھاپ نظر آتی ہے۔حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو جب شام کا گورنر بنا کر بھیجا گیا تو انہوں نے امامتِ نماز میں ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے مقدم ہونے سے انکار کر دیا۔اور جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو شامی افواج کی کمان سے معزولی کا حکم ارسال فرمایا تو ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس خبر کو مخفی رکھا یہاں تک کہ انہیں دوسرا حکم نامہ موصول ہوا۔جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اس معاملے کی اطلاع ملی تو وہ ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے اس بات پر ناراض ہوئے کہ آپ نے یہ معاملہ مخفی کیوں رکھا؟

(تاريخ اليعقوبي:2/ 140,139)

ڈاکٹر عبدالعزیز عمری بیان کرتے ہیں:

میں نے اپنے پورے مطالعے کے دوران میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کسی والی کو اپنے سے پہلے کسی والی کی تذلیل کرتے یا اس کی چغلی کرتے نہیں پایا، بلکہ وہ اپنے پہلے ہی خطبہ میں ان کی تعریف اور خوبیاں بیان کرتے تھے۔

(الولاية على البلدان:2/ 55)

لوگوں کا ذکر بیماری

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ عموماً اللہ تعالیٰ کی یاد میں مصروف رہتے تھے۔فرماتے تھے:

عَلَيْكُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ فَإِنَّهُ شِفَاءٌ وَ إِيَّاكُمْ وَ ذِكْرَ النَّاسِ فَإِنَّهُ دَاءٌ

''اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو اس میں شفا ہے۔لوگوں کا ذکر چھوڑ دو، اس میں بیماری ہے۔''

(تفسير القرطبي: 16/ 336، ومحض الصواب:2/ 677)

وہ یہ بھی فرماتے تھے: خلوت نشینی کی عادت ڈالو۔

(الزهد لوكيع: 2/ 517 وإسناده صحيح)

مکران کی فتح (23ھ)

عام لوگوں کے ذہن میں یہی ہے کہ برصغیر پر حملوں کی ابتدا اموی دور میں ہوئی مگر حقیقت یہ ہے کہ سندھ پر پہلی یلغار سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوئی۔23 ہجری میں حکم بن عمرو رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مکران فتح ہوا۔حکم کی امداد کے لیے شہاب بن مخارق متعین ہوئے۔بعدازاں سہیل بن عدی اور عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان بھی ان سے جا ملے۔شاہ سندھ سے شدید جنگ ہوئی۔اللہ نے سندھی لشکروں کو شکست سے دوچار کیا۔مسلمانوں کو اس فتح میں بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔حکم بن عمرو نے فتح کی خوشخبری اور مالِ غنیمت کا خمس صحار عبدی کے ہاتھ عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ارسال کر دیا۔جب صحار عبدی مدینہ پہنچے تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے سرزمین مکران کی علاقائی اور سماجی معلومات دریافت کیں۔انہوں نے جواب دیا:

يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! أَرْضٌ سَهْلُهَا جَبَلٌ، وَمَاؤُهَا وَشَلٌ، وَتَمْرُهَا دَقَلٌ، وَعَدُوُّهَا بَطَلٌ، وَخَيْرُهَا قَلِيلٌ، وَشَرُّهَا طَوِيلٌ، وَالْكَثِيرُ بِهَا قَلِيلٌ، وَالْقَلِيلُ بِهَا ضَائِعٌ وَمَا وَرَاءَهَا شَرٌّ مِنْهَا

''امیر المؤمنین! وہ پہاڑی علاقہ ہے۔اس میں پانی تھوڑا ہے۔کھجوریں انتہائی ردی ہیں۔دشمن دلیر ہے۔خیر کم ہے۔شر زیادہ ہے۔وہاں کا زیادہ سامان بھی کم اور ناکارہ ہے۔اس کے علاوہ جو تفصیلات ہیں وہ اس سے بھی بدتر ہیں''۔

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم مسجع کلام کرنے والے ہو یا خبر دینے والے؟ انہوں نے کہا: میں نے جو کچھ عرض کیا ہے وہ خبر ہے۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حکم بن عمرو رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اب مکران سے آگے تجاوز نہ کرو۔دریا کے اس پار ہی رہو۔

(تاريخ الطبري :5/ 172-174)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیمتی جواہرات سے بھرے دوٹوکرے

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ہونے والے معرکہ نہاوند کی ایک قابل ذکر بات یہ تھی کہ اس جنگ میں جو مال غنیمت ہاتھ آیا اُن میں کسریٰ کے انتہائی قیمتی جواہرات سے بھرے دوٹوکرے بھی تھے۔ یہ ٹوکرے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے سائب بن اقرع کو دے کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کر دیے۔ جب یہ جواہرات سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیے گئے تو انہوں نے فرمایا: انہیں بیت المال میں جمع کرادو اور فوراً واپس چلے جاؤ۔ سائب نے ایسا ہی کیا اور واپس چل دیے۔ ان کے جانے کے چند روز بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سائب کو واپس بلانے کے لیے ان کے پیچھے ایک آدمی روانہ کیا۔ وہ سائب سے کوفہ میں جاملا اور اسے ساتھ لے کر واپس آیا اور اسے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کر دیا۔

جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سائب کو دیکھا تو فرمایا: اے سائب! بات یہ ہے کہ تمہارے جانے کے بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ فرشتے مجھے ان ٹوکروں کی طرف کھینچ کر لا رہے ہیں اور یہ دونوں ٹوکرے آگ بن کر بھڑک رہے ہیں۔ وہ مجھے ان جواہرات کو فوراً تقسیم نہ کرنے کی پاداش میں آگ سے داغنے کی دھمکی دے رہے تھے۔ تم ان کو لے جاؤ اور مسلمانوں کو دیے جانے والے وظائف میں انہیں خرچ کر دو۔ اس مقصد کے لیے انہیں کوفہ کے بازار میں فروخت کر دینا۔

(البداية والنهاية: 113/7)

کسریٰ کے خاص پھل عام کسانوں کے لیے

مسلمانوں نے جب کسریٰ ایران کو شکست دی تو اس کے محل کے باغات کے درختوں کا پھل تقسیم کر دیا۔ عام کسانوں کو بھی اس کا پھل کھلایا اور اس کا خمس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کر دیا، اور لکھا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہ کھانے کھلائے جو کسریٰ اپنے لیے مخصوص رکھتے تھے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ بھی انہیں چکھیں اور اللہ تعالیٰ کے انعام وفضل پر اس کا شکریہ ادا کریں۔

(تاريخ الطبري:272/4)

نئے جنگی طریقے اور حربی چالیں

معرکۂ دمشق میں مسلمانوں نے بہت سے نئے جنگی طریقے اختیار کیے۔ حملے میں پہل کرنا، اچانک حملہ کر دینا اور موقع محل کی تلاش میں رہنا معرکۂ دمشق کے خاص واقعات ہیں۔ مجاہدین کمانڈر نت نئے تجربات کرتے رہتے تھے۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے خوب جائزہ لینے کے بعد ایک مناسب مقام سے خندق عبور کی اور پھر اچانک محاصرے کی حالت مسلمانوں کی پیش قدمی میں بدل گئی۔ اگر ہم خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے اس اقدام کو پیش نظر رکھ کر اکتوبر 1973ء میں مصری لشکر کے اس اقدام کا جائزہ لیں جو انہوں نے اسرائیل کی طرف سے قائم کردہ دفاعی رکاوٹوں کو عبور کرنے کے لیے کیا تھا۔ صاف معلوم ہوگا کہ یہ طریقہ بعینہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے اسی طریقے جیسا تھا جس میں انہوں نے رسیوں سے بنائی ہوئی سیڑھیاں استعمال کی تھیں۔

بلاشبہ زمانے اور زندگی کی برق رفتاریوں کے نتیجے میں آج حرب وضرب کے طریقے یکسر بدل گئے ہیں۔ اس کے باوجود آپ آج بھی جدید جنگی چالوں کا جائزہ لیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے دورانِ جہاد جو جنگی طریقے اور تدابیر اختیار فرمائی تھیں ان سے آج بھی کسی نہ کسی شکل میں استفادہ کیا جاتا ہے۔

(الهندسة العسكرية، ص: 195)

اس واقعے سے مسلمانوں کے بلند ترین کریمانہ اخلاق کا ثبوت ملتا ہے کہ انہوں نے عام کسانوں کی شان کو بلند کر دیا۔ انہیں وہ کھانے کھلائے جو کسریٰ کے بادشاہ صرف اپنے لیے مخصوص رکھتے تھے اور کسانوں کے لیے حرام سمجھتے تھے۔ اس طرح گویا مسلمانوں نے کسانوں کو پیغام دیا کہ تم اس سچے دین کو قبول کرلو جو تمہیں تمہارا صحیح مقام دے گا اور تمہارا انسانی اکرام بحال کرے گا۔

(التاريخ الإسلامي:335/10)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام حکیم رضی اللہ عنہا کا مجاہدانہ کردار

ام حکیم بنت الحارث بن ہشام عکرمہ بن ابو جہل رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔عکرمہ رضی اللہ عنہ ایک شامی معرکے میں شہید ہو گئے۔ام حکیم نے چار (4) مہینے دس (10) دن عدت گزاری۔یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ اور خالد بن سعید رضی اللہ عنہ ان سے نکاح کرنے کے خواہاں ہوئے۔انہوں نے خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کا پیغام قبول کر لیا اور ان سے شادی کر لی۔مسلمان جب مرج الصفر میں صف آرا ہوئے تو خالد نے ام حکیم کی رخصتی کا پروگرام بنایا۔خالد نے اجنادین، فحل اور مرج الصفر کے معرکوں میں شرکت کی۔ام حکیم نے کہا: بہتر ہے کہ آپ اس معرکے کے خاتمے تک انتظار کریں۔خالد بن سعید نے کہا: میرا دل کہہ رہا ہے کہ میں اس معرکے میں شہادت سے ضرور سرفراز ہو جاؤں گا، چنانچہ ام حکیم نے رضامندی ظاہر کر دی۔خالد بن سعید رضی اللہ عنہ ام حکیم کو بیاہ کر مرج الصفر کے قریب پل کے پاس اپنے خیمے میں لے آئے اور شب زفاف بسر کی۔اسی وجہ سے اس پل کا نام ام حکیم کے نام سے منسوب ہوا۔خالد نے سب مجاہد بھائیوں کو ولیمے کی دعوت دی۔ابھی ولیمے سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ رومیوں کے خلاف صف آرا ہو گئے۔خالد بن سعید رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر دشمن پر حملے کیے اور بالآخر شہادت پائی۔ام حکیم نے اس دن اپنے بدن پر اچھی طرح کس کر لباس سمیٹا اور میدان میں نکل آئیں۔ابھی تک شادی کا خوشبودار رنگ ان کے لباس پر موجود تھا۔اس دن مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان بڑی خونریز جنگ ہوئی۔دونوں طرف سے دادِ شجاعت دی گئی۔تلواریں چمکتی رہیں اور ایک دوسرے کا گلا کاٹتی رہیں۔ام حکیم نے جس خیمے میں شب زفاف بسر کی تھی اسی خیمے کی ایک لاٹھی نکالی اور اسی لاٹھی کے وار سے انہوں نے سات رومی ہلاک کر ڈالے۔

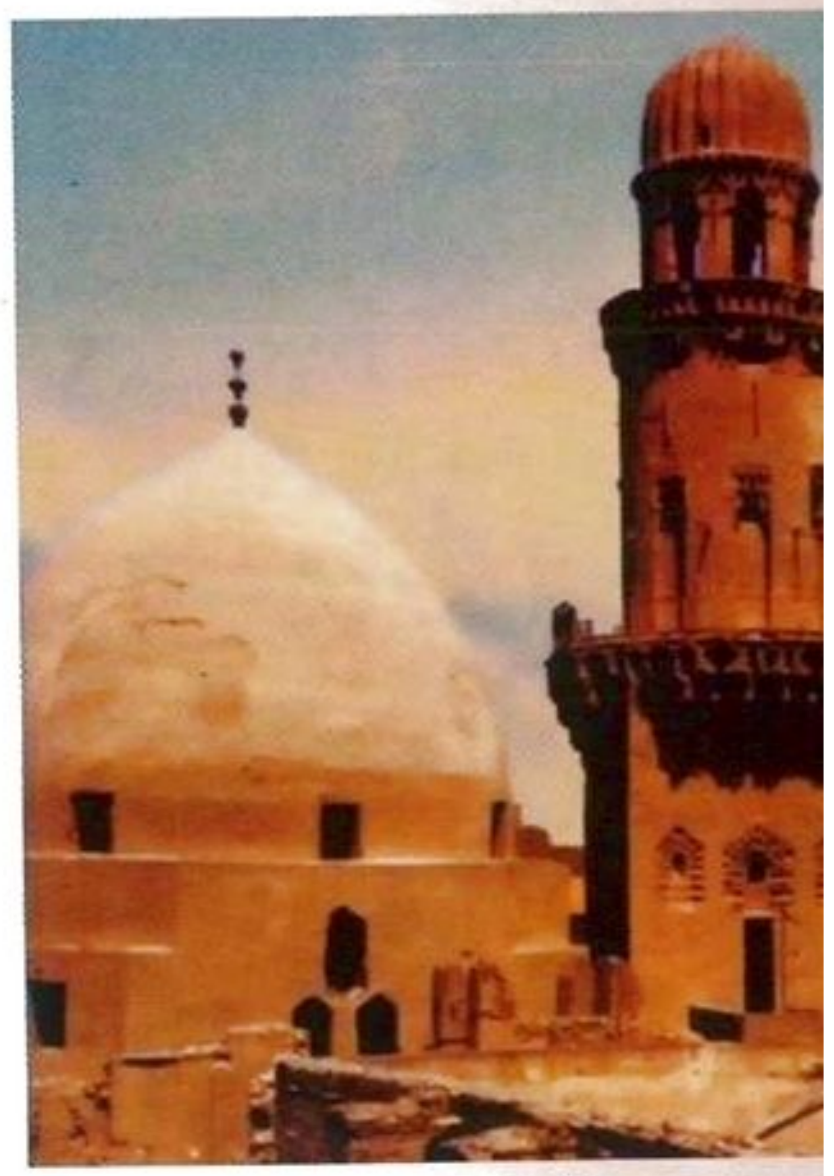

قاہرہ کی ایک قدیم مسجد

(الاستیعاب: ۴۸۴/۴، ودور المرأة السیاسي لأسماء محمد: ص ۳۱۳)

سپہ سالار اور عام سپاہیوں کے لیے ایک کھانا

ابو عبید ثقفی نے خود "کسکر" میں قیام کیا اور اہل فارس کی افواج کے تعاقب اور بعض بستیوں کے ان باشندوں کی سرکوبی کے لیے مسلح دستے متعین فرمائے جنہوں نے عہد توڑا تھا اور اہلِ فارس کی فوج کا ساتھ دیا تھا۔اس فتح کے بعد مسلمانوں کا پلڑا بھاری ہو گیا اور بعض حکام صلح کی پیشکش لے کر حاضر ہوئے، ان میں دو سرداروں نے ابو عبید کے لیے خصوصی کھانا تیار کرایا تھا جو ان کا عمدہ ترین کھانا سمجھا جاتا تھا۔انہوں نے کہا: یہ کھانا آپکے اکرام اور مہمان نوازی کے طور پر تیار کیا گیا ہے۔ابو عبید نے دریافت فرمایا: کیا تم نے ایسا ہی کھانا سارے اسلامی لشکر کو کھلایا ہے اور ان کی مہمان نوازی کی ہے؟ انہوں نے کہا: اتنا کھانا تو ہمیں میسر نہیں لیکن ہم تیار کر لیں گے۔ابو عبید نے فرمایا: ہمیں اس کھانے کی کوئی ضرورت نہیں جو سارے لشکر کے لیے تیار نہ کیا جائے۔یہ جواب سن کر اہلِ فارس کے سردار پریشان ہو گئے۔بعد ازاں دوبارہ کھانا لے کر حاضر ہوئے۔ابو عبید نے فرمایا: کیا میں نے تمہیں خبردار نہیں کیا کہ میں وہ کھانا ہرگز نہیں کھاؤں گا جو میرے ساتھ موجود تمام سپاہیوں کو نہیں ملے گا۔انہوں نے عرض کیا: جناب والا! ہر سپاہی کے لیے اس سے بھی بہتر کھانا وافر مقدار میں اس کے گھر پہنچا دیا گیا ہے۔جب ابو عبید کو یقین ہو گیا تو انہوں نے یہ کھانا قبول فرما لیا، خود بھی کھایا اور اس میں سے کچھ کھانا ان لوگوں کو بھی بھیجا جن کے وہ مہمان بنے ہوئے تھے۔ان لوگوں نے اہلِ فارس کی مہمان نوازی کے کھانے سے اپنا حصہ پہلے ہی وصول کر لیا تھا۔انہیں یہ علم نہ تھا کہ فارس والوں نے ابو عبید کو بھی یہ لذیذ کھانا فراہم کیا ہے۔وہ سمجھے کہ ابو عبید نے انہیں حسب معمول اپنے گھر سے کھانا بھیجا ہے، اس لیے انہوں نے یہ کھانا واپس بھیج دیا۔ابو عبید نے وہ کھانا پھر ان کی طرف بھیجا اور فرمایا: یہ عجمیوں کا کھانا ہے اور وافر مقدار میں ہے۔اسے کھا لو تاکہ تمہیں معلوم ہو سکے کہ تم آج تک کیا کھاتے رہے ہو اور یہ کھانا کتنا عمدہ ہے۔

(تاریخ الطبري: 273,272/4)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقوقس کی بیٹی ارمانوسہ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ہونے والی فتح بلبیس میں ایک ایسا واقعہ بھی پیش آیا جو مسلمانوں کے وقار کا باعث بنا۔ ہوا یوں کہ جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے بلبیس مسخر کر دیا تو مسلمانوں نے مال غنیمت میں مقوقس کی بیٹی ''ارمانوسہ'' کو دیکھا۔ وہ اپنے باپ کی انتہائی لاڈلی بیٹی تھی۔ وہ اپنی خادمہ ''بربارہ'' کے ساتھ بلبیس آئی ہوئی تھی۔ اس کا معاملہ یہ تھا کہ وہ قسطنطین بن ہرقل کے ساتھ نکاح سے فرار کے راستے تلاش کر رہی تھی۔ یہ وہی قسطنطین ہے جو قنسطنز کا باپ بنا اور معرکہ ذات الصواری میں مسلمانوں کے مقابلے میں آیا۔

اسلامی لشکر نے ''ارمانوسہ'' کو گرفتار کر لیا۔ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ کو جمع فرمایا اور انہیں اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿ هَلْ جَزَآءُ ٱلْإِحْسَٰنِ إِلَّا ٱلْإِحْسَٰنُ ﴾

''احسان کا بدلہ صرف احسان ہے''۔ (الرحمٰن: 60)

پڑھ کر سنایا، پھر فرمایا: مقوقس نے ہمارے پیارے نبی ﷺ کو ایک دفعہ تحفہ ارسال کیا تھا۔ میری خواہش ہے کہ ہم بھی اس کے عوض اس کی بیٹی ارمانوسہ، اس کی تمام خادماؤں اور جملہ تعلق داروں کو حاصل شدہ مال سمیت مقوقس کی طرف واپس روانہ کر دیں۔ سب نے سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ کی اس رائے سے اتفاق کیا۔

(الدور السياسي في صدر الإسلام للصفوة: ص 431)

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے ''ارمانوسہ'' کو نہایت عزت و احترام کے ساتھ اس کے جواہرات، لونڈیوں اور غلاموں سمیت اس کے باپ کے پاس بھیج دیا۔ خادمہ بربارہ نے کہا: میری شہزادی! عرب تو ہمیں چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں۔ ارمانوسہ نے کہا:

إِنِّي آمَنُ عَلَى نَفْسِي وَ عِرْضِي فِي
خَيْمَةِ الْعَرَبِيِّ وَلَا آمَنُ عَلَى نَفْسِي فِي قَصْرِ أَبِي

''میں اپنی جان اور آبرو کو اپنے باپ کے محل سے کہیں زیادہ کسی عربی کے خیمے میں محفوظ سمجھتی ہوں''۔

ارمانوسہ، صحیح سلامت اپنے باپ کے پاس پہنچی تو وہ مسلمانوں کے حسن سلوک سے نہایت متاثر ہوا اور اپنی بیٹی کو محفوظ و مامون پا کر بہت خوش ہوا۔

(فتح مصر لصبحي ندا: ص 24)

سیدنا عمر کے اقوال زریں

☆ عمل کی پختگی یہ ہے کہ اسے کل پر نہ چھوڑا جائے۔ اور امانت یہ ہے کہ باطن ظاہر کے خلاف نہ ہو۔ اللہ سے ڈرو کیونکہ تقویٰ پرہیزگاری اختیار کرنے سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ جو اللہ کا ڈر اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بچا لیتا ہے۔ اصل متوکل وہ ہے جو زمین میں بیج بوئے اور پھر اللہ پر توکل کرے۔

☆ ایسا نہ ہو کہ کوئی رزق کی تلاش چھوڑ کر بیٹھ جائے اور کہے: اے اللہ! مجھے رزق عطا فرما۔ آسمان سے سونے چاندی کے سکوں کی بارش نہیں ہوتی، بلکہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے سے رزق دیتا ہے۔

قارئین کرام! ممکن ہے یہ قصہ پہلے بھی اس کتاب میں کسی جگہ گزر چکا ہو کہ آپ ایک دفعہ مسجد نبوی میں نماز کے اوقات کے علاوہ داخل ہوئے تو نوجوانوں کی ایک ٹولی کو دیکھا جو ذکر اذکار میں مصروف تھی۔ ان کی طرف اپنا درہ لہرایا اور کہا: جاؤ جا کر بازار میں محنت مزدوری کرو اور پھر اپنا یہ تاریخی جملہ ارشاد فرمایا:

إِنَّ السَّمَاءَ لَا تُمْطِرُ ذَهَبًا وَلَا فِضَّةً

''آسمان سے سونے اور چاندی کی بارش نہیں ہوا کرتی، جاؤ اللہ کا فضل تلاش کرو''۔

☆ کبھی کبھی ننگے پاؤں بھی چلا کرو اور جوتے پہن کے بھی کیونکہ تم نہیں جانتے کہ سختی کب آ پہنچے۔

☆ آپ کے سامنے قریش کے چند نوجوانوں کا تذکرہ ہوا جنہوں نے اپنا مال ضائع کر لیا تھا، آپ نے فرمایا: کسی کا ہنرمند ہونا مجھے اس کے محتاج ہونے سے زیادہ عزیز ہے، نیز فرمایا: ہنر، جس کے ذریعے سے گزر بسر کی جائے، مانگنے سے کہیں بہتر ہے۔

(أخبار عمر: ص346-348)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتنوں کے پھیلاؤ میں مضبوط رکاوٹ

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم میں سے کون فتنوں کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث جانتا ہے؟ میں نے عرض کیا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح ارشاد فرمایا تھا، مجھے ان کا فرمان اسی طرح یاد ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیان کرو۔ بلاشبہ تم ایک دلیر آدمی ہو۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے بتایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے:

فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَ مَالِهِ وَ نَفْسِهِ وَ وَلَدِهِ وَ جَارِهِ تُكَفِّرُهَا
الصَّلَاةُ وَالصِّيَامُ وَالصَّدَقَةُ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ

"آدمی کا فتنہ جو اس کے اہل خانہ، مال، جان، اولاد اور پڑوسی کے بارے میں ہوگا جسے اس کا روزہ، نماز، صدقہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا عمل مٹادے گا"۔

(الخلفاء الراشدون للخالدي: ص 77)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اس فتنے کے بارے میں سوال نہیں کیا۔ میری مراد وہ فتنہ ہے جو سمندر کی طرح جوش مارے گا۔ میں نے عرض کیا: بھلا آپ کو اس فتنے سے کیا واسطہ؟ بلاشبہ آپ کے اور اس فتنے کے درمیان ایک بند دروازہ موجود ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا: کیا وہ دروازہ ٹوٹ جائے گا یا اسے کھول دیا جائے گا؟ میں نے عرض کیا: وہ دروازہ ٹوٹ جائے گا۔ انہوں نے فرمایا: جب یہ دروازہ ٹوٹ گیا تو ممکن ہے قیامت تک بند نہ ہو سکے۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے راوی ابو وائل بیان کرتے ہیں: میں نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

کیا عمر رضی اللہ عنہ اس دروازے کے بارے میں جانتے تھے؟ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں، وہ اس طرح جانتے تھے جس طرح آج کے بعد کل کا آنا یقینی ہو۔ میں نے انہیں ایسی احادیث سنائیں جن میں کسی قسم کا شک وشبہ نہ تھا۔

ابو وائل فرماتے ہیں: ہم اس بات سے ڈرے کہ آپ سے اس دروازے کے بارے میں کچھ پوچھیں۔ ہم نے مسروق سے گزارش کی کہ آپ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے دروازے کے بارے میں پوچھیے۔ مسروق رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے عرض کی: وہ دروازہ کون تھا؟ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ عمر رضی اللہ عنہ تھے۔

(صحيح البخاري، حديث: 7096)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو آگاہ کیا کہ آپ ایک مضبوط دروازہ ہیں جو مسلمانوں کے مابین فتنوں کے پھیلاؤ میں مضبوط رکاوٹ بنا ہوا ہے اور یہ دروازہ آخر کار ٹوٹ جائے گا۔ اور قیامت تک اس دروازے کے بند نہ ہونے کا یہی مطلب تھا کہ اس کے بعد مسلمانوں کے درمیان ہر طرف فتنے پھیل جائیں گے اور وہ ان فتنوں کو ختم کرنے، روکنے یا ان کا مقابلہ کرنے کی ہمت سے محروم ہوں گے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ باتیں اپنی طرف سے بیان نہیں فرمائیں۔ نہ ایسے جلیل القدر صحابی سے ایسی بات کی توقع کی جاسکتی ہے۔ وہ غیب بھی نہیں جانتے تھے۔ یہ سب کچھ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا اور سن کر ذہن نشین کرلیا تھا، اس لیے انہوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بات سن کر فرمایا: میں نے ایسی باتیں کی ہیں جو سو فیصد سچ ہیں۔ ان میں جھوٹ نام کی کوئی چیز نہیں کیونکہ میں نے سب باتیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اطہر سے سنی ہیں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی اس حقیقت سے باخبر تھے جو انہوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی زبان سے سنی۔ وہ خوب جانتے تھے کہ ان کی خلافت مسلمانوں میں فتنے پھیلنے کے خلاف ایک مضبوط دروازہ ہے۔ ان کے دور خلافت اور ان کی زندگی میں مسلمانوں میں کوئی فتنہ راہ نہیں پاسکا۔

(الخلفاء الراشدون للخالدي: ص 79)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قصرابیض کے آثار

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی فتوحات پر اہلِ فارس کا ردعمل

اہلِ فارس کے خلاف اہل عرب کو حاصل ہونے والی فتوحات کے ردعمل میں اہلِ فارس کے سردار سر جوڑ کر بیٹھ گئے۔انہوں نے رستم اور فیرزان سے کہا: تمہارے باہمی اختلافات نے اہلِ فارس کو انتہائی کمزور کر دیا ہے اور دشمنوں کو اہلِ فارس پر غالب آنے کی حرص اور امید دلائی۔سپہ سالارو! یہ سب کچھ تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔تم نے اہلِ فارس کو تقسیم کر رکھا ہے۔انہیں دشمن کے مقابلے میں کمزور کر دیا ہے۔اب تمہیں اہلِ فارس تمہاری موجودہ سوچ پر کاربند نہیں رہنے دیں گے۔وہ ہلاکت کو گلے نہیں لگائیں گے۔تم صرف یہ چاہتے ہو کہ ہم پر مصیبت نازل ہو اور ہم سب ختم ہو جائیں۔

اب بغداد، ساباط اور تکریت کے بعد پایۂ تخت مدائن ہی رہ گیا ہے۔یا تو تم اپنے اختلافات ختم کر کے ایک ہو جاؤ، ورنہ پھر دشمن کے خوش ہونے سے پہلے ہی ہم تمہیں ختم کر دیں گے۔اگر تمہیں قتل کرنے سے ہمارے بچاؤ کا کوئی امکان ہوتا تو ہم تمہیں قتل کرنے میں ذرا بھی دیر نہ کرتے لیکن اگر تم اپنے اختلافات

سے باز نہ آئے تو پہلے ہم تمہیں قتل کریں گے اور بعد میں خود بھی ختم ہو جائیں گے،اس طرح کم سے کم ہمیں یہ تسلی تو ہوگی کہ ہم نے تم سے نجات حاصل کر لی ہے۔

اس اجلاس کے بعد رستم اور فیرزان ''بوران'' کے پاس پہنچے اور کہا: ہمیں کسریٰ کی عورتوں، کنیزوں اور اسی طرح تمام آلِ کسریٰ کی عورتوں اور کنیزوں کا ریکارڈ فراہم کرو۔اس نے یہ سب کچھ ایک کتاب کی شکل میں اُن کے سامنے رکھ دیا۔انہوں نے ان تمام عورتوں کو تلاش کرنے کے لیے اپنے کارندے بھیجے۔وہ سب عورتوں کو پکڑ لائے، پھر ان عورتوں کو مردوں کے حوالے کر دیا گیا۔وہ مردان عورتوں سے کسریٰ کی مذکر اولاد کا پتہ پوچھتے تھے،کسی بھی عورت کے پاس کسی کا پتہ نہیں تھا۔صرف ایک عورت نے بتایا کہ شہریار بن کسریٰ کی نسل سے ایک لڑکا ''یزدگرد'' ابھی زندہ ہے۔اس کی ماں ''اہلِ بادوریا'' میں سے تھی۔اس کی ماں کو گرفتار کر لیا گیا اور اس سے یزدگرد کے بارے میں تفصیلات حاصل کی گئیں۔دراصل ''یزدگرد'' کی ماں اسے اس وقت اصطخر میں اس کے ماموں کے پاس خفیہ طور پر لے گئی تھی، جب ''یزدگرد'' کے چچا شیرویہ نے ان عورتوں کو قصرابیض میں جمع کیا تھا اور اپنے سترہ (17) بھائیوں سمیت آلِ کسریٰ کے تمام مردوں کو اس لیے تہ تیغ کر دیا تھا کہ مبادا کوئی فارس کی بادشاہت کا دعویدار بن بیٹھے۔

شیرویہ نے جب اپنے بھائیوں کو قتل کیا تھا تو ان میں ایک بھائی شہریار بن کسریٰ پرویز بھی تھا جو اس کی مشہور بیوی شیریں کے بطن سے تھا اور یہی شہریار نامی شخص ''یزدگرد'' کا باپ تھا۔لوگوں نے ''یزدگرد'' کی ماں پر سختی سے دباؤ ڈالا تو اس نے ''یزدگرد'' کے بارے میں انہیں سب کچھ بتا دیا۔انہوں نے فوراً آدمی بھیجے اور وہ ''یزدگرد'' کو پکڑ لائے۔انہوں نے بنوساسان سے بچ جانے والے اس واحد شخص کو جس کی عمر اس وقت صرف 21 سال تھی، تخت پر بٹھا دیا۔اپنے تمام اختلافات ختم کر دیے اور اس کی امارت پر متفق ہو گئے۔اس طرح اہل فارس میں جوش وخروش کی تازہ لہر دوڑ گئی اور وہ اس کی اطاعت و مدد پر کمربستہ ہو گئے۔انہیں اپنے درپیش حالات سے نکلنے کی صرف یہی راہ نظر آئی۔

''یزدگرد'' ثالث رستم اور فیرزان کی مدد سے اپنے فرائض انجام دینے لگا۔اس نے فوجی چھاؤنیوں اور کسریٰ کی سرحدوں کو ازسرنو منظم کیا۔مختلف محاذوں کے لیے لشکروں کی ترتیب مقرر کی۔اس نے حیرہ، انبار اور ابلّہ کے لیے خصوصی لشکر تیار کیے۔

(تاريخ الطبري: 4/ 301،300، والطريق إلى المدائن: ص 367، 368)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کا وفد کسری کے دربار میں

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے سمجھدار، معاملہ فہم اور جسمانی طور پر طاقتور افراد کا انتخاب شروع کر دیا اور جن لوگوں پر نظرِ انتخاب پڑی وہ مندرجہ ذیل تھے: ① نعمان بن مقرن مزنی ② بسر بن ابی رہم جہنی ③ حملہ بن جویہ کنانی ④ حنظلہ بن ربیع تمیمی ⑤ فرات بن حیان عجلی ⑥ عدی بن سہیل ⑦ مغیرہ بن زرارہ بن نباش بن حبیب رضی اللہ عنہم۔

ان کے علاوہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے چند ایسے خاص افراد کا چناؤ بھی کیا جو سمجھ دار ہونے کے ساتھ ساتھ قد آور جسامت کے مالک بھی تھے ان کے نام یہ ہیں: ① عطارد بن حاجب تمیمی ② اشعث بن قیس کندی ③ حارث بن حسان ذہلی ④ عاصم بن عمرو تمیمی ⑤ عمرو بن معدیکرب زبیدی ⑥ مغیرہ بن شعبہ ثقفی ⑦ مثنی بن حارثہ شیبانی رضی اللہ عنہم۔

(الكامل في التاريخ: 101/2)

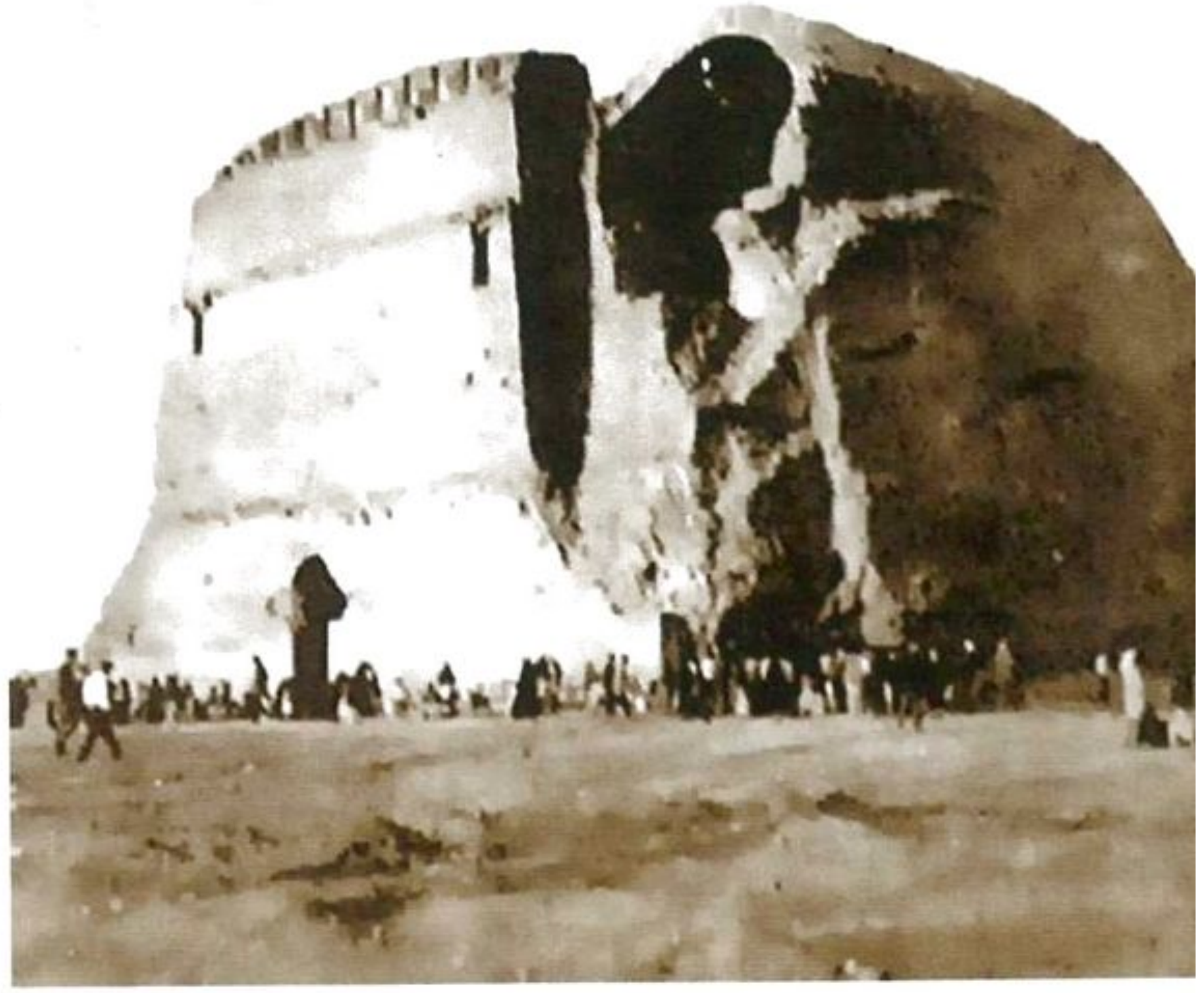

یزدگرد کے قلعے کے آثار

یہ کل 14 مبلغ تھے جنہیں سعد رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق ''یزدگرد'' کو حکمت و دانائی، عمدہ پیرائے اور خوش اسلوب گفتگو کے ذریعے سے اسلامی دعوت پیش کرنے کے لیے روانہ فرمایا۔ یہ لوگ اسلامی لشکر کے ممتاز افراد تھے۔ ممکن تھا کہ ان کی دعوتِ دین سے ''یزدگرد'' اور اس کے متبعین کو ایمان نصیب ہو جاتا اور دونوں طرف سے خون کی ندیاں بہنے کے امکانات ختم ہو جاتے۔

یہ وفد انتہائی قابل، ماہر اور اپنے مقاصد میں کامیاب افراد پر مشتمل تھا۔ یہ مضبوط جسامت، معاملہ فہمی اور قوت و ہیبت میں نمایاں مقام رکھتے تھے اہلِ فارس سے جنگ کا تجربہ بھی رکھتے تھے۔ ان میں سے بہت سے افراد ایسے تھے جنہوں نے سپاہِ فارس سے کئی بار معرکہ آرائی کی اور فتح پائی تھی۔ بعض ایسے تجربہ کار افراد بھی تھے جنہوں نے جاہلی دور میں بھی شاہانِ فارس سے مذاکرات کیے تھے اور وہ فارسی زبان بھی جانتے تھے۔ گویا سعد رضی اللہ عنہ نے اس وفد کے لیے ہر لحاظ سے ایسے افراد کا چناؤ کیا تھا جو مذاکرات کے ماہر اور انتہائی معاملہ فہم تھے۔

(القادسية لأحمد عادل كمال: ص 70)

یہ منتخب وفد اپنی جسامت، رعب، طاقت اور سوجھ بوجھ کی وجہ سے زبردست کشش اور دبدبے سے مزین تھا۔

(الدعوة الإسلامية في عهد عمر بن الخطاب)

یہ وفد حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کی قیادت میں روانہ ہوا۔ مدائن پہنچا۔ بادشاہ ''یزدگرد'' سے مذاکرات ہوئے۔ ''یزدگرد'' نے اپنے ترجمان کے ذریعے سے سوال کیا کہ تم لوگ یہاں کیوں آئے ہو؟ ہم سے کیوں لڑنا چاہتے ہو؟ اور ہمارے علاقوں میں کیوں داخل ہوئے ہو؟ کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم لوگ باہمی عداوت میں مشغول ہو گئے تھے اور تمہیں ہمارے خلاف کارروائی کا موقع مل گیا؟ نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ عزوجل نے ہم پر رحمت فرمائی۔ اس نے ہماری طرف رسول بھیجا۔ اللہ کے رسول ﷺ ہمیں بھلائی کا حکم دیتے تھے۔ برائی سے منع فرماتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے عوض ہم سے دنیا اور آخرت کی بھلائی کا وعدہ فرمایا۔ اُن کی دعوت سے قبائل کے کچھ لوگ دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ کچھ نے انکار کیا، پھر انہوں نے ہمیں حکم دیا کہ ہم عرب سے اس دین کی مخالفت کرنے والوں سے جہاد کی ابتدا کریں۔ ہم نے ایسا ہی کیا۔ ان میں سے بعض لوگ اسلام میں داخل ہوئے، جبکہ وہ ناپسند کرنے والے اور مجبور تھے لیکن بعد ازاں وہ اس عظیم نعمت کی وجہ سے قابل رشک ٹھہرے۔ بعض لوگ اپنی مرضی سے ہنسی خوشی اس دین میں داخل ہوئے تو ان کی عزت اور بڑھ

یزدگرد کے دور میں چلنے والے دو سکے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئی۔ ہم سب نے اس عظیم نعمت کو پہچانا اور اسے اس باہمی عداوت اور ضد بازی پر ترجیح دی جس میں ہم اس کے آنے سے پہلے مبتلا تھے۔

پھر اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں عرب سے باہر ملحقہ قوموں سے جہاد کا حکم دیا۔ ہم انہیں انصاف کی بات کی طرف بلاتے ہیں۔ ہم تمہیں بھی اسی دین کی دعوت دیتے ہیں۔ ہمارا دین اچھے کو اچھا اور برے کو برا کہتا ہے۔ اگر تم اسے قبول نہ کرو تو تمہیں جزیہ ادا کرنا ہوگا۔ اگر جزیہ دینے سے بھی انکار کرو گے تو پھر جنگ اور قتال ہوگا۔

اگر تم ہمارا دین قبول کر لو تو تم پر کتاب اللہ کا نفاذ ہوگا۔ ہم تم سے اس کتاب کے احکام پر عمل کرنے کی پابندی کرائیں گے۔ تمہیں کچھ نہیں کہیں گے اور واپس چلے جائیں گے۔ اگر تم جزیہ دینا چاہتے ہو تو ہم جزیہ قبول کر لیں گے۔ تم سے کوئی تعرض نہیں کریں گے۔ تمہاری حفاظت بھی کریں گے، ورنہ تم سے جنگ کریں گے۔

شاہِ فارس ''یزدگرد'' نے کہا: میں نے اس پوری کائنات میں تم سے زیادہ بدبخت، تعداد کے لحاظ سے کم اور برا سلوک کرنے والے لوگ نہیں دیکھے۔ تم وہ لوگ ہو جنہیں ہم نے مضافات کی بستیاں دے رکھی تھیں۔ تم لوگ مطمئن تھے۔ تم لوگوں نے ہمارے خلاف مقابلہ کرنے کی کبھی جرأت نہیں کی تھی۔ اب اگر تمہیں کوئی غرور یا غلط فہمی لاحق ہوگئی ہے تو سن لو! خود ہی اپنی غلط فہمی دور کر لو۔ ہم چاہے کتنے ہی تنگدست ہوں مگر موسم آنے پر تمہیں تمہاری خوراک مہیا کر دی جائے گی۔ تمہاری عزت کی جائے گی۔ تمہیں پہننے کے لیے کپڑے ملیں گے اور ہم تم پر ایسا حاکم مقرر کریں گے جو تم سے نرمی سے پیش آئے گا۔

یہ سن کر حضرت مغیرہ بن زرارہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوگئے۔ انہوں نے فرمایا: تم نے ہماری بدحالی کا جو تذکرہ کیا ہے وہ درست ہے بلکہ ہم تو اس سے بھی زیادہ بدحال تھے۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے عربوں کی زبوں حالی کا مزید تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ نے ہم پر رحمت فرمائی اور اپنا پیغمبر مبعوث فرمایا، پھر انہوں نے حضرت نعمان رضی اللہ عنہ جیسی کئی باتیں ارشاد فرمائیں اور کہا: اب تم ذلت کے ساتھ جزیہ دینا قبول کر لو ورنہ ہمارے تمہارے درمیان تلوار فیصلہ کرے گی یا پھر اسلام قبول کر کے اپنی نجات کا سامان کر لو۔ ''یزدگرد''

نے کہا: اگر یہ عالمی قانون نہ ہوتا کہ سفیر قتل نہیں کیے جا سکتے تو میں تمہیں ضرور قتل کرا دیتا۔ جاؤ، چلے جاؤ۔ تمہارے لیے میرے پاس کچھ نہیں ہے، پھر اس نے مٹی کا ایک ٹوکرا منگوایا اور اپنے خدام سے کہا: ان میں سے جو سب سے زیادہ معزز سمجھا جاتا ہے، یہ ٹوکرا اس کے سر پر رکھ دو، پھر اسے ہانک دو یہاں تک کہ وہ مدائن کے دروازے سے باہر نکل جائے۔ عاصم بن عمرو خود آگے بڑھے اور فرمایا: میں ان سب سے زیادہ معزز ہوں، پھر انہوں نے مٹی کا ٹوکرا اٹھایا۔ اپنی سواری پر سوار ہوئے، سعد رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا:

أَبْشِرْ فَوَاللّٰهِ! لَقَدْ أَعْطَانَا اللّٰهُ أَقَالِيدَ مُلْكِهِمْ

''خوش ہو جائیے، اللہ کی قسم! اللہ نے ہمیں ان کے ملک کی چابیاں دے دی ہیں''

(البداية والنهاية: 7/43)

جاہلیت اور اسلام میں عرب وعجم کا فرق

سیدنا مثنیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جاہلیت اور اسلام دونوں ادوار میں عرب اور عجم کی آپس میں جنگ ہوتی رہی۔ اللہ کی قسم! جاہلیت کے زمانے میں یہ حالت تھی کہ عجمیوں کے ایک سو (100) افراد عرب کے ہزار افراد پر بھاری ہوتے تھے۔ اب حالت اس کے برعکس ہوگئی ہے۔ آج عرب مسلمانوں کے ایک سو (100) افراد عجمیوں کے ایک ہزار پر بھاری ثابت ہو رہے ہیں۔ بلاشبہ یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔ اللہ رب العزت نے ان کا گھمنڈ توڑ دیا۔ ان کی تدبیر ناکام بنا دی۔ خبردار! تمہیں ان کی ظاہری شان وشوکت اور کثرت مرعوب نہ کر دے۔ ان کے اسلحے سے تمہیں ہرگز پریشان نہ ہونا چاہیے۔ ایسے اسلحے اور تیر کمانوں کا کیا فائدہ جن کے مالک ہی انہیں چھوڑ کر بھاگ جائیں یا یہ اسلحہ ان سے چھین لیا جائے اور وہ جانوروں کی طرح جدھر منہ اُٹھے بھاگ کھڑے ہوں۔

(التاريخ الطبرى: 4/290)

محكم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اذان سن کر رستم کی بوکھلاہٹ

رستم نجف کے علاقے میں اُترا تو اس نے اپنا ایک جاسوس اسلامی لشکر میں بھیجا۔ یہ جاسوس بھیس بدل کر اسلامی لشکر میں گھس گیا۔ اس نے دیکھا کہ مسلمان ہر نماز کے وقت مسواک کرتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں، پھر اپنے اپنے مورچے پر جا پہنچتے ہیں۔ یہ جاسوس واپس آیا اور رستم کو مکمل حالات سے آگاہ کیا۔ رستم نے سوال کیا: یہ لوگ کیا کھاتے ہیں؟ جاسوس نے جواب دیا: میں نے ان لوگوں میں ایک رات گزاری ہے۔ اللہ کی قسم! میں نے انہیں کوئی خاص چیز کھاتے نہیں دیکھا۔ صرف یہ دیکھا کہ ان کے پاس چھوٹی چھوٹی ٹہنیاں ہوتی ہیں، انہیں یہ صبح شام چوستے ہیں۔

رستم وہاں سے آگے بڑھا۔ اس نے عتیق اور مقام حصن کے درمیان پڑاؤ ڈالا۔ یہ صبح کا وقت تھا اور سیدنا سعد ؓ کا مؤذن نماز فجر کے لیے اذان دے رہا تھا۔ رستم نے دیکھا کہ سب مجاہدین جلدی جلدی اُٹھ رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر اس نے اپنے لشکر میں اعلان کرا دیا کہ فوراً اپنی سواریوں پر سوار ہو جاؤ۔ اس کے فوجیوں نے سوال کیا: کیوں؟ اس نے کہا: کیا تم دیکھتے نہیں کہ تمہارے دشمن کے لشکر میں اعلان ہو چکا ہے

اور وہ حرکت میں آگئے ہیں۔ یہ سن کر رستم کے جاسوس نے کہا: ان کی یہ نقل و حرکت صرف نماز کے لیے ہے۔ رستم نے فارسی زبان میں کہا کہ میرے کان میں صبح سویرے ایک آواز آئی تھی، میرا یہ خیال ہے کہ یہ آواز ان کے خلیفہ عمر کی تھی۔ وہی ان سے گفتگو کر رہا تھا اور انہیں عقل و شعور عطا کر رہا تھا (معاذ اللہ)۔

محترم قارئین! یہ اس کی خام خیالی تھی، یہ تو اذان کی آواز تھی اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں کو عقل و شعور عطا فرماتے ہیں (مرتب)۔

ہم ذرا آگے بڑھتے ہیں جب رستم نہر پار کر کے مسلم فوج کے مدمقابل آ پہنچا تو اسی دوران میں ظہر کی نماز کا وقت ہو چکا تھا۔ سیدنا سعد ؓ کے مؤذن نے اذان کہی۔ رستم نے یہ کلمات دوبارہ سنے تو بولا:

أَكَلَ عُمَرُ كَبِدِي۔ ''عمر نے میرے جگر کو چھلنی کر دیا ہے''۔ (تاريخ الطبري:4/358)

حکمت کی باتیں

تاریخ انسانی میں کم شخصیات ایسی ہوئی ہیں جو انسانی نفسیات کو سیدنا عمر ؓ جتنا سمجھتی ہوں۔ آپ فرمایا کرتے تھے: جب تم دیکھو کہ کوئی عالم دنیا سے محبت کرتا ہے تو ایسے شخص سے دین کے معاملے میں رہنمائی لینے سے احتیاط کرو کیونکہ ہر محبت کرنے والا اپنی محبوب چیز کے بارے میں ہی سوچ بچار کرتا ہے۔

نادر اور عمدہ بات جہاں سے بھی ملے اسے دل و دماغ میں محفوظ کر لو کیونکہ یہ عمدہ باتیں سرداری اور بادشاہی تک پہنچا دیتی ہیں۔ حکمت کی باتوں سے بڑے بڑے مراتب اور اہداف حاصل ہوتے ہیں۔

(أخبار عمر: ص346-348)

گورنری کے لیے معیار

مغیرہ بن شعبہ ؓ کو کوفہ کا گورنر بناتے وقت سیدنا عمر ؓ نے فرمایا: مغیرہ! یاد رکھنا، نیک لوگوں کو تم سے کوئی خوف نہیں ہونا چاہیے اور فساق و فجار پر تمہارا رعب اور ڈر ہونا چاہیے۔

(سراج الملوك: ص49)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے لگام خواہشات کے خطرات

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے عاصم کے پاس تشریف لے گئے تو وہ گوشت کھا رہا تھا۔ آپ نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا: مجھے گوشت کھانے کی خواہش پیدا ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا: افسوس! تجھے ایک چیز کی خواہش پیدا ہوئی تو تو نے اسے کھا لیا؟ آدمی کے برا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ ہر وہ چیز کھا لے جس کی اسے خواہش پیدا ہو۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے اس حال میں دیکھا کہ میں نے ہاتھ میں گوشت پکڑا ہوا تھا، پوچھا: جابر! یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: گوشت کھانے کی خواہش پیدا ہوئی تو خرید لیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جابر! جس چیز کی بھی خواہش ہوتی ہے خرید لیتے ہو؟ اس آیت سے نہیں ڈرتے؟

﴿أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُم بِهَا﴾

(الأحقاف: 20)

''تم اپنی نیکیوں کا معاوضہ دنیاوی زندگی میں ہی لے چکے اور دنیا کی نعمتوں سے فائدہ اٹھا چکے''۔

(الرياض النضرة: 47/2)

دوسروں کی آنکھ کا تنکا اور اپنی آنکھ کا شہتیر

تین باتوں پر مجھے انتہائی تعجب ہوتا ہے: آدمی موت سے بھاگتا ہے حالانکہ اس کا بہر صورت موت سے واسطہ پڑنے والا ہے۔ آدمی دوسرے کی آنکھ میں نظر آنے والے تنکے کو بھی عیب سمجھتا ہے جبکہ اس کی اپنی آنکھ میں شہتیر ہو، تب بھی خود کو قابل ملامت نہیں سمجھتا۔ آدمی کے جانور میں کوئی ٹیڑھ ہو تو اسے تو بڑی محنت سے درست کرتا ہے لیکن اپنے ٹیڑھے پن کو درست کرنے کی کوئی کوشش نہیں کرتا۔

(الفائق: 33/2)

قارئین کرام! دنیا میں رہتے ہوئے حلال مال سے اپنی جائز ضروریات پوری کر لینا کوئی گناہ کی بات نہیں مگر سیدنا عمر کے سامنے چونکہ نبی کریم ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر کی پاکیزہ زندگیوں کا نمونہ قریب ہی گزرا تھا اس لیے انہوں نے ان کے طریقے پر چلنے کو زیادہ پسند کیا (مرتب)۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ شام تشریف لائے۔ آپ کی ضیافت کے لیے ایسا کھانا تیار کیا گیا کہ اس جیسا کھانا آپ نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ آپ نے پوچھا: ہمارے لیے یہ کھانا ہے، ان فقیر مسلمانوں کا کیا ہوا جو فوت ہو گئے اور ان کی حالت یہ تھی کہ وہ جَو کی روٹی سے بھی پیٹ نہیں بھر سکتے تھے؟ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا: ان کے لیے جنت ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھیں بھر آئیں اور فرمایا: اگر ہمارے حصے میں یہ کھانا ہے اور وہ اس کے بجائے جنت لے گئے تو پھر یقیناً وہ ہم سے بہت آگے نکل گئے۔

(أخبار عمر: ص371)

یہ ان کا زہد تھا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ہم دسترخوان پر بیٹھے تھے کہ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ میں نے ان کے لیے اپنی جگہ خالی کر دی۔ آپ نے بسم اللہ پڑھی اور یکے بعد دیگرے دو لقمے لگائے، پھر کہنے لگے: مجھے گوشت کی چکنائی کے علاوہ کوئی اور چکنائی بھی محسوس ہو رہی ہے۔ عبداللہ بن عمر نے کہا: امیر المؤمنین! میں اچھا گوشت خریدنے کی غرض سے بازار گیا تھا لیکن وہ مجھے مہنگا لگا تو میں نے ایک درہم کا ذرا کم معیاری گوشت خرید لیا اور ایک درہم کا گھی خرید کر اس کے اوپر ڈال دیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے پاس جب بھی یہ دو چیزیں جمع ہوئیں تو آپ ﷺ نے ایک کو تناول فرمایا اور دوسری کو صدقہ کر دیا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: امیر المؤمنین! میرے پاس جب بھی یہ دو چیزیں جمع ہوئیں تو میں نے بھی ایسے ہی کیا۔

(الرياض النضرة: 41/2)

محترم قارئین! ان دونوں کا اکٹھا ہو جانا حرام نہیں اور نہ ہی اسلام نے پاکیزہ چیزوں کے استعمال سے روکا ہے، بلکہ یہ بات سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زہد وتقویٰ پر دلالت کرتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

میانہ روی

انسان اور اس کے رزق کے درمیان ایک حجاب ہوتا ہے۔ اگر وہ میانہ روی اختیار کرے تو اسے اس کا رزق ملتا رہتا ہے۔ لیکن انسان اگر بے صبرا ہو کر رزق پر ٹوٹ پڑے تو وہ پردہ چاک ہو جاتا ہے مگر اس سے اس کے رزق میں اضافہ نہیں ہوتا۔

ایک اور موقعہ پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ! مجھے دنیا اتنی زیادہ نہ دے کہ میں سرکش ہو جاؤں اور نہ اتنی کم دے کہ تیری ناشکری کرنے لگوں۔ کیونکہ جو چیز کم ہو لیکن کفایت کرے، اس سے بہتر ہے جو زیادہ ہو اور غافل کرے۔

مزید فرمایا: قرآن مجید کو سمجھنے اور محفوظ کرنے والے علم کے سرچشمے بنو۔

اللہ تعالیٰ سے رزق کفاف طلب کرو، اگر وہ تمہیں زیادہ نہ بھی دے تو تمہیں کوئی نقصان نہیں۔

(أخبار عمر: ص 355)

فقراء کا مالداروں کے پاس جانا

سیدنا عمر فاروق کا قول ہے: جو حکمرانوں کے پاس گیا، وہ اس حال میں لوٹے گا کہ اللہ کے بارے میں بدگمان ہوگا۔

فقراء کا مالدار لوگوں کے پاس جانا فتنے کا باعث ہے۔

اگر انسان میں دس صفات ہوں: نو اچھی اور ایک بری۔ وہ ایک بری خصلت دیگر صفات کو گہنا دے گی۔ اگر وہ دسویں صفت بداخلاقی ہوئی تو وہ باقی صفات کو بالکل برباد کر دے گی۔

(أخبار عمر: ص 355، 359)

عوام الناس کی فکر

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے خادم اسلم کا بیان ہے کہ میں اور ایک دوسرا خادم یرفأ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے گھر میں قیام کرتے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ایک مخصوص وقت میں نماز ادا کرتے تھے، جب وہ بیدار ہوتے تو یہ آیت پڑھتے:

﴿ وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَوٰةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ وَالْعَـٰقِبَةُ لِلتَّقْوَىٰ ﴾

(طه: 132)

''اپنے اہل وعیال کو نماز کا حکم دیجیے اور خود بھی اس پر قائم رہیے، ہم آپ سے رزق نہیں مانگتے، ہم ہی آپ کو رزق دیتے ہیں اور بہترین انجام تو اہل تقویٰ کے لیے ہے''۔

حتی کہ ایک رات آپ اٹھے اور نماز پڑھی پھر واپس ہو لیے اور کہنے لگے: تم دونوں اٹھو اور نماز پڑھو، اللہ کی قسم! نہ مجھ میں نماز ادا کرنے کی طاقت ہے اور نہ ہی سونے کی، میں کوئی سورت شروع کرتا ہوں تو مجھے نہیں پتہ چلتا کہ میں اس کے شروع میں ہوں یا آخر میں۔ ہم نے کہا: امیر المؤمنین! ایسا کیوں ہے؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگوں کے مسائل اور مشکلات میرے ذہن پر مسلط ہیں اس لیے مجھے نماز میں یکسوئی میسر نہیں ہو پا رہی۔

(مناقب أمير المؤمنين: ص 143)

کم ہمتی کے خطرناک نتائج

عقل مند وہ نہیں جو خیر اور شر کو جانتا ہے بلکہ حقیقت میں عقل مند وہ ہے جو یہ جانتا ہے کہ دو بری چیزوں میں سے کون سی کم بری ہے۔ کوشش کرتے رہیں اور خیال رکھیں کہیں آپ کی ہمت نہ ٹوٹ جائے۔ میں نے کم ہمتی سے بڑھ کر انسان کی ترقی میں رکاوٹ ڈالنے والی کوئی چیز نہیں دیکھی۔

(التبر المسبوك: ص 110)

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حق بحق دار رسید

عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: ہمارے پاس جلولا کے مال غنیمت سے کچھ زیور، برتن اور چاندی آئی ہے۔ آپ اسے دیکھ لیں اور اس کے بارے میں حکم صادر فرمائیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جب تم مجھے فارغ دیکھو تو مجھ سے مل لینا۔ ایک دن وہ آئے اور کہا: امیر المؤمنین میں آج آپ کو فارغ پا رہا ہوں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: چادر لاؤ اور اسے زمین پر بچھا دو۔ انہوں نے چادر بچھا دی اور پھر وہ مال لایا گیا اور اس چادر پر الٹ دیا گیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: اے اللہ! تو نے اس مال کا ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے:

﴿ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ ﴾

اور تیرا فرمان ہے:

﴿ لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ ﴾

”اے اللہ! جو تو نے ہمارے لیے مزین کیا ہے ہم تو اسی سے خوش ہو سکتے ہیں۔ اے اللہ! جہاں اس مال کا حق ہے مجھے اسے وہاں رکھنے کی توفیق عطا فرما اور اس کے شر سے مجھے بچا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے کو لایا گیا۔ اس نے کہا: ابا جان! مجھے ایک انگوٹھی ہبہ کر دیجیے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اپنی ماں کے پاس جاؤ وہ تمہیں ستو پلائے گی۔ اور اسے کچھ نہ دیا۔

میرے لیے دعا کرو

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کبھی کبھی کسی بچے کا ہاتھ پکڑتے اور اسے کہتے! میرے لیے دعا کرو، اس لیے کہ تم نے ابھی تک کوئی گناہ نہیں کیا۔

(مناقب أمير المؤمنين، لابن الجوزي: ص 141)

بیویوں کے ساتھ حسن سلوک

ایک آدمی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اپنی بیوی کی بداخلاقی کی شکایت لے کر آیا اور آپ کے دروازے پر کھڑا ہو کر انتظار کرنے لگا۔ اسی دوران اس نے سنا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ ان سے سخت لہجے میں بات کر رہی تھیں اور عمر رضی اللہ عنہ خاموش تھے، کوئی جواب نہیں دے رہے تھے۔ وہ آدمی یہ کہتا ہوا پلٹ گیا، جب امیر المؤمنین کا یہ حال ہے تو میرا کیا حال ہوگا۔ عمر رضی اللہ عنہ نکلے انہوں نے اسے واپس جاتے ہوئے دیکھا تو اسے آواز دی اور پوچھا: میاں کیسے آنا ہوا، تمہاری ضرورت کیا ہے؟ اس نے کہا: امیر المؤمنین! میں آپ کو اپنی بیوی کی بداخلاقی اور زبان درازی کی شکایت کرنے آیا تھا مگر جب میں نے آپ کی بیوی کو بھی ایسے ہی کہتے سنا تو میں لوٹ گیا اور میں نے کہا: جب امیر المؤمنین کا اپنی اہلیہ کے ساتھ یہ حال ہے تو میرا حال کیا ہوگا؟

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھ پر اس کے کچھ متعین حقوق ہیں اس لیے میں اس کی تلخ نوائی برداشت کرتا ہوں۔

(نور الأبصار: ص 57)

گوشت کا نشہ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”(اپنے کھانے میں) زیتون کے تیل کو لازم پکڑو، اگر تمہیں اس کے ضرر کا خوف ہو تو اسے پانی سے گرم کرو تو وہ گھی بن جائے گا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ان ذبح خانوں کے گوشت سے بچو، اس کا نشہ بھی شراب کے نشے کی طرح ہے۔

(عيون الأخبار: 3/217، 299)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسا پیٹ جو جہنم میں لے جائے

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں اس حالت میں داخل ہوئے کہ آپ کو شدید بھوک لگی ہوئی تھی، انہوں نے گھر والوں سے کہا: تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ ان کی بیوی نے کہا: چارپائی کے نیچے کچھ کھانا ہے۔ انہوں نے اپنا ہاتھ بڑھا کر طشت پکڑا جس میں کھجوریں تھیں، عمر رضی اللہ عنہ نے کھجوریں تناول کیں اور پانی پیا پھر اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیر کر کہنے لگے ''اس شخص کے لیے ہلاکت ہو جسے اس کا پیٹ آگ میں لے جائے''۔ یعنی وہ پیٹ بھرنے کے لیے حلال وحرام میں تمیز نہ کرے۔

(مناقب أمير المؤمنين عمر، لابن الجوزي: ص 123)

اقرباء پروری سے نفرت

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مرتبہ ان کے سسر آئے اور گزارش کی کہ بیت المال سے انہیں کچھ دیا جائے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں جھڑک دیا اور کہا: تمہارا ارادہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کو خائن حکمران کی شکل میں ملوں؟ پھر جب آپ کے پاس ذاتی مال آیا تو اس میں سے انہوں نے اپنے سسر کو بھی دیا۔

(الطبقات الكبرى لابن سعد:219/1)

ابوعیسیٰ کنیت پر سرزنش

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی قرآنی تعلیمات پر بڑی گہری نظر تھی۔ آپ کے فقہی استدلالات میں بڑی لطافت پائی جاتی ہے۔ ایک مرتبہ عبیداللہ بن عمر کی لونڈی عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور ان کی شکایت کی۔ اس نے کہا: امیر المؤمنین کیا آپ ابوعیسیٰ کے بارے میں مجھے معذور نہیں سمجھیں گے؟ عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بلایا۔ ان کی ڈانٹ ڈپٹ کی اور کہا: تیرا بھلا ہو! کیا عیسیٰ کا بھی کوئی باپ تھا؟ کیا تجھے عرب کی کنیتوں کا پتہ نہیں؟ ابوسلمہ، ابو حنظلہ، ابوعرفطہ، ابومُرّہ وغیرہ، ان میں سے کوئی اختیار کر لیتے۔

(شرح ابن أبي الحديد:104/3)

آپ کے والد میرے والد سے بہت بہتر تھے

ابو بردہ عامر بن ابوموسیٰ روایت کرتے ہیں: ایک مرتبہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے کہا: کیا آپ جانتے ہیں کہ میرے والد نے آپ کے والد سے کیا کہا تھا؟ میں نے کہا: نہیں، عبداللہ نے کہا: میرے والد نے آپ کے والد سیدنا ابوموسیٰ سے کہا تھا: کیا آپ کو یہ بات اچھی لگتی ہے کہ ہمارا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایمان لانا، ان کے ساتھ ہجرت کرنا، ان کے ساتھ لڑائیوں میں حاضر ہونا اور ان کی معیت میں تمام نیک اعمال کرنا، ان پر تو ہمیں اللہ تعالیٰ سے اجر مل جائے لیکن وہ تمام عمل جو ہم نے ان کے بعد کیے ہیں ہمیں برابر برابر اس سے نجات مل جائے کہ نہ ان پر مؤاخذہ ہو نہ اجر ملے؟

آپ کے والد نے میرے والد سے کہا: نہیں! اللہ کی قسم! ہم نے رسول اللہ ﷺ کے بعد جہاد کیا، نمازیں پڑھیں، روزے رکھے، بہت سے نیک اعمال کیے اور ہمارے ہاتھ پر بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ ہم ان تمام اعمال کے اجر کی امید رکھتے ہیں۔ میرے باپ نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں عمر کی جان ہے! لیکن میں یہ پسند کرتا ہوں کہ دورِ نبوت میں کیے ہوئے اعمال ہمارے لیے لوٹا دیے جائیں اور جو عمل بعد میں کیے ہیں ان سے برابری پر ہی نجات مل جائے۔

ابو بردہ کہتے ہیں میں نے کہا: اللہ کی قسم! آپ کے والد میرے والد سے بہت بہتر تھے۔

(الرياض النضرة:442/2)

ہمیں اللہ یاد کراؤ

جب کبھی ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آتے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ان سے کہتے: ابو موسیٰ! ہمیں اللہ یاد کراؤ۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اپنی دلنشیں آواز میں قرآن کریم کی قراءت کرتے حتی کہ بعض دفعہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رو پڑتے۔

(أخبار عمر: ص 409)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ سے مکالمہ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے صہیب رضی اللہ عنہ سے کہا: تم میں اگر تین چیزیں نہ ہوں تو تم بہت بھلے آدمی ہو۔ انہوں نے پوچھا: وہ کون سی؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تمہاری اولاد نہیں ہے، پھر بھی تم نے اپنی کنیت رکھی ہوئی ہے، تم اپنی نسبت عرب کی طرف کرتے ہو، حالانکہ تم روم سے ہو اور تم کھانے تیار کرنے میں بہت مال خرچ کرتے ہو۔

انہوں نے جواب دیتے ہوئے کہا: رہی آپ کی یہ بات کہ تم نے اولاد نہ ہونے کے باوجود کنیت رکھی ہوئی ہے تو سنیے، اللہ کے رسول ﷺ نے بنفس نفیس مجھے ابو یحییٰ کی کنیت سے نوازا تھا۔ آپ کا یہ کہنا کہ تم اپنے آپ کو عرب کی طرف منسوب کرتے ہو، حالانکہ تم روم سے ہو۔ درحقیقت میں عرب قبیلہ نمر بن قاسط سے تعلق رکھتا ہوں۔ بچپن میں مجھے رومیوں نے موصل سے اغوا کرلیا تھا۔ اب میرے بتلانے پر آپ نے میرا نسب جان لیا ہے اور آپ کا یہ اعتراض کہ میں کھانے میں زیادہ خرچ کرتا ہوں۔ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا: ”تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو دوسروں کو کھانا کھلائے“۔ میں دوسروں کو کھانا کھلانے کے لیے اس کی تیاری میں زیادہ مال صرف کرتا ہوں۔ (الرياض النضرة:37/2)

باپ کی قسم

ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے باپ کی قسم کھاتے ہوئے سنا تو آپ نے انہیں منع کر دیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب سے میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے اس کی ممانعت سنی ہے، اس وقت سے میں نے باپ کی قسم نہ کبھی بیان کرتے ہوئے اور نہ ہی کبھی نقل کرتے ہوئے کھائی ہے۔ (الرياض النضرة:44/2)

زندگی ایک سفر

ایک دفعہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ابودرداء رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لیے گئے۔ ابودرداء نے انہیں پوچھا: کیا آپ کو وہ حدیث یاد ہے جو اللہ کے رسول ﷺ نے بیان کی تھی؟ انہوں نے پوچھا: کون سی حدیث؟ ابودرداء رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ آپ ﷺ کا فرمان یہ ہے کہ ”تم میں سے کسی کے پاس گزر اوقات کے لیے اتنا سا مال و منال ہونا چاہیے جتنا ایک مسافر کے پاس زادِ راہ ہوتا ہے“۔

انہوں نے کہا: جی ہاں! مجھے معلوم ہے۔ ابودرداء رضی اللہ عنہ نے پوچھا: عمر! اس کے بعد پھر ہم نے کیا کیا؟ نبی کریم ﷺ کی رحلت کے بعد ان کے اس فرمان کو کہاں تک یاد رکھا؟ دونوں حضرات اسی طرح صبح تک رو رو کر باتیں کرتے رہے۔ (مناقب أمير المؤمنين، لابن الجوزي: ص 146)

حکمران امانت دار تو رعایا دیانت دار

جب کسریٰ کے خزانے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لائے گئے تو بیت المال کے نگران نے ان سے عرض کیا: امیر المؤمنین! کیا آپ ان اموال کو بیت المال میں داخل نہیں کریں گے؟ انہوں نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! اور نہ میں اسے اپنی چھت کے نیچے پناہ دوں گا۔

جب انہوں نے اموال سے پردہ ہٹایا تو آپ نے سیم و زر اور جگمگاتے جواہرات کا چندھیا دینے والا منظر دیکھا اور کہا: بے شک جس نے یہ ادا کیا ہے، وہ امین ہے۔

لوگوں نے کہا: آپ اللہ کے امین ہیں۔ جب تک آپ اللہ کو ادا کرتے رہیں گے، وہ لوگ آپ کی طرف ادا کرتے رہیں گے، جب آپ کج روی اختیار کریں گے تو وہ بھی کج رو ہو جائیں گے۔

اس کے بعد آپ نے اسے اللہ کے حکم کے مطابق تقسیم کر دیا اور اپنے لیے اس میں سے کچھ بھی نہ لیا۔

(الفتوحات الإسلامية:393/2)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنت کی خوشخبری

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''میں اپنے گھر سے باوضو ہو کر نکلا۔ میں نے اپنے دل میں ارادہ کیا کہ آج سارا دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہوں گا۔ میں مسجد میں آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دریافت کیا۔ مجھے بتایا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرف نکلے ہیں۔ جس طرف انہوں نے اشارہ کیا میں اسی طرف لوگوں سے آپ کے بارے میں پوچھتا ہوا نکل پڑا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قباء کے قریب ایک باغ ''بئر اریس'' میں داخل ہو گئے۔ میں دروازے کے قریب بیٹھ گیا۔ باغ کا دروازہ کھجور کی ٹہنیوں سے بنا تھا۔ میں دروازے پر بیٹھا رہا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت سے فارغ ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا۔ میں آپ کے پاس پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کنویں کے کنارے پر بیٹھ چکے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا ہٹا کر اپنے پاؤں مبارک کنویں کے پانی میں لٹکائے ہوئے تھے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور پھر دروازے کے قریب ہو کر بیٹھ گیا اور اپنے آپ سے کہنے لگا کہ آج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چوکیدار رہوں۔ اتنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے دروازے پر دستک دی۔ میں نے پوچھا کون؟ انہوں نے کہا: ''ابوبکر''۔ میں نے کہا: ذرا ٹھہریے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آمد کا بتایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انہیں آنے دیجیے اور ساتھ ہی جنت کی خوشخبری بھی سنا دیجیے''۔

میں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: تشریف لائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو جنت کی خوشخبری سنا رہے ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ داخل ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں جانب کنویں کے کنارے پر بیٹھ گئے اور انہوں نے بھی اپنے پاؤں پنڈلیوں تک ننگے کر کے کنویں میں ڈال لیے۔ میں واپس آ کر دروازے کے قریب بیٹھ گیا۔ جب میں گھر سے نکلا تھا تب میرا بھائی وضو کر رہا تھا اور وہ بھی میرے پیچھے آنے ہی والا تھا۔ میں

نے اپنے دل میں یہ خواہش پائی کہ اگر میرے بھائی کے ساتھ اللہ نے خیر کا ارادہ کیا ہے تو اسے بھی یہاں لے آئے گا۔ اتنے میں ایک اور آدمی نے آواز دی۔ میں نے پوچھا کون؟ جواب ملا: عمر بن خطاب۔ میں نے کہا: ذرا سا رکیے! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ کر آتا ہوں۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انہیں آنے دو اور جنت کی خوشخبری بھی سنا دو''۔ میں ان کے پاس آیا، انہیں تشریف لانے کو کہا اور انہیں زبانِ نبوت سے نکلی ہوئی جنت کی بشارت بھی سنائی۔ وہ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب بیٹھ گئے اور اپنے پاؤں کنویں میں لٹکا لیے۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی اندر آنے کی اجازت دی اور انہیں پہنچنے والے آلام و مصائب پر جنت کی خوشخبری بھی دی۔

(صحيح البخاري: 4 / 196، وصحيح مسلم: 7/118)

جاہلوں سے اعراض

عیینہ بن حصن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: ابن خطاب! اللہ کی قسم! آپ ہمیں عطیات نہیں دیتے اور ہمارے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ نہیں کرتے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی نظر میں یہ ایک سنگین الزام تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ غصے میں آ گئے حتی کہ انہوں نے اسے سزا دینے کا ارادہ کر لیا۔ عیینہ کے بھتیجے حر بن قیس نے کہا: امیر المؤمنین! بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہے:

﴿ خُذِ ٱلْعَفْوَ وَأْمُرْ بِٱلْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ ٱلْجَٰهِلِينَ ﴾

(الأعراف: 199)

''درگزر اختیار کیجیے اور نیکی کا حکم دیں اور جاہلوں سے کنارہ کریں''۔

یہ جاہل ہے، آپ اس سے درگزر کریں۔ اللہ کی قسم! جب حر نے آپ کے سامنے تلاوت کی تو انہوں نے ذرا بھی تجاوز نہ کیا۔ وہ اللہ کی کتاب کے سامنے سرنڈر کرنے والے تھے۔

(الإصابة: 3/55)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب علی کو آنا چاہیے

جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک انصاری عورت کے ہاں دعوت پر گئے ہوئے تھے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارے پاس ابھی ایک جنتی شخص آئے گا''۔ اتنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو ہم نے انہیں مبارک باد پیش کی۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''تمہارے پاس ایک اور جنتی آنے والا ہے''۔ اب عمر رضی اللہ عنہ آئے تو ہم نے انہیں بھی مبارک باد پیش کی۔ ایک مرتبہ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب تمہارے پاس ایک اور جنتی آنے والا ہے''۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ یہ بات کہہ کر آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک چادر میں چھپایا اور آپ فرما رہے تھے: ''اے اللہ! اب تو علی کو آنا چاہیے''۔ آپ کی دعا قبول ہوئی اور علی رضی اللہ عنہ آئے۔ ہم نے انہیں بھی خوشخبری سنائی۔

(مسند أحمد: 331/3)

دین کے معاملے میں سب سے پختہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والے ابوبکر ہیں اور دین کے معاملے میں ان پر سب سے زیادہ پختہ عمر ہیں۔ ان میں سب سے بڑھ کر حیا والے عثمان بن عفان ہیں، کتاب اللہ کا سب سے زیادہ علم والے ابی بن کعب ہیں، علم الفرائض کے سب سے بڑے عالم زید بن ثابت ہیں، حلال و حرام کا علم سب سے بڑھ کر معاذ بن جبل کو ہے اور ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے، میری امت کے امین ابوعبیدہ بن الجراح ہیں''۔

(صحیح الترمذي، حدیث: 3791)

شیاطین خوف کے مارے سرپٹ بھاگ رہے ہیں

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے، اچانک ہمیں شور و غل اور بچوں کی آوازیں سنائی دیں۔ رسول اللہ ﷺ جائزہ لینے کے لیے کھڑے ہوئے۔ باہر ایک حبشی عورت رقص کر رہی تھی اور بچے اُس کے گرد دائرہ بنا کر اُسے دیکھ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! تم بھی آؤ اور دیکھو''۔ سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنی ٹھوڑی رسول اللہ ﷺ کے کندھے مبارک پر رکھی اور اس عورت کی طرف دیکھنے لگی۔ کچھ دیر کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب چلیں؟'' میں نے رسول اللہ ﷺ کے نزدیک اپنی قدر و منزلت جانچنے کے لیے کہہ دیا: ابھی نہیں۔

اچانک سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آئے۔ لوگ ادھر ادھر بکھر گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں دیکھ رہا ہوں کہ عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر جنوں اور انسانوں میں سے شیاطین خوف کے مارے سرپٹ بھاگ رہے ہیں''۔

(جامع الترمذي، حدیث: 3691)

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی غزوے سے واپس لوٹے تو ایک سیاہ فام عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اللہ کے رسول! میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو صحیح سلامت واپس لے آیا تو میں آپ ﷺ کے سامنے دف بجاؤں گی اور گانا بھی گاؤں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو نے واقعی نذر مانی تھی تو دف بجا لو ورنہ رہنے دو''۔

عورت نے دف بجانا شروع کر دیا اور آپ ﷺ تشریف فرما تھے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے وہ دف بجاتی رہی، علی رضی اللہ عنہ آئے وہ بجاتی رہی، عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو وہ بدستور دف بجاتی رہی۔ پھر جب عمر رضی اللہ عنہ آئے تو اس نے دف زمین پر رکھی اور اسے چھپانے کے لیے خود اس کے اوپر بیٹھ گئی۔

نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے عمر! تم سے تو شیطان بھی ڈرتا ہے۔ میں بیٹھا ہوا تھا، یہ عورت دف بجا رہی تھی۔ ابوبکر آئے تو یہ دف بجاتی رہی، علی آئے تو بھی بجاتی رہی، عثمان آئے تو بھی یہ بدستور دف بجاتی رہی۔ لیکن عمر! جب تم آئے تو اس نے تمہارے ڈر کی وجہ سے دف چھپا لی''۔ (جامع الترمذي، حدیث: 3690)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلافت وشہادت

عوف بن مالک اشجعی کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک خواب دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ لوگوں کو اکٹھا کیا گیا ہے۔ ان میں ایک آدمی ان سب لوگوں سے تقریباً تین ہاتھ اونچا نظر آ رہا تھا۔ میں نے پوچھا وہ کون ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: وہ عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں نے کہا: وہ اتنے اونچے کیوں نظر آ رہے ہیں؟ جواب ملا: ان میں تین خصلتیں پائی جاتی ہیں جو انہیں دوسروں سے ممتاز کر دیتی ہیں: وہ اللہ کے لیے کسی ملامت گر کی ملامت سے نہیں ڈرتے، وہ خلیفہ ہیں انہیں خلیفہ بنایا جائے گا اور وہ شہید ہیں انہیں شہید کیا جائے گا''۔

عوف بن مالک کہتے ہیں کہ میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اپنا خواب سنایا۔ انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلوایا تا کہ انہیں خوشخبری سنائیں۔ وہ آئے تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے حکم دیا کہ میں اپنا خواب عمر رضی اللہ عنہ کو سناؤں۔ جب میں اس بات پر پہنچا کہ ''عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہیں اور انہیں خلیفہ بنایا جائے گا'' تو عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے جھڑکا اور کہا: خاموش ہو جاؤ۔ کیا تم ایسی بات کرتے ہو جبکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ابھی

نابغہ روزگار شخصیت

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک چرخی والے کنویں سے ڈول کے ذریعے پانی کھینچ رہا ہوں۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے۔ انہوں نے ایک یا دو ڈول نکالے لیکن اُن کے پانی نکالنے میں کمزوری تھی۔ اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمائے۔ ان کے بعد عمر بن خطاب آئے تو وہ ڈول ایک بڑے ڈول کی شکل اختیار کر گیا۔ میں نے کسی جوان کو اس طرح کام کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ انہوں نے اتنا پانی نکالا کہ لوگ سیراب ہو گئے اور اپنے جانوروں کو سیراب کر کے ان کے ٹھکانوں پر لے گئے''۔

(صحيح البخاري، حديث: 3676، وصحيح مسلم، حديث: 2393)

زندہ ہیں؟''

پھر جب ابوبکر رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بن گئے تو ایک دفعہ میں شام میں گزر رہا تھا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما تھے۔ آپ نے مجھے دیکھا تو بلایا اور خواب سنانے کو کہا۔ میں نے خواب بیان کرنا شروع کر دیا۔ جب میں اس بات پر پہنچا کہ ''عمر رضی اللہ عنہ اللہ کے دین کے لیے کسی ملامت گر کی ملامت سے نہیں ڈرتے''۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایسے لوگوں میں شامل کرے گا۔

جب میں نے کہا: ''عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہیں انہیں خلیفہ بنایا جائے گا''۔ تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے خلیفہ بنایا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس ذمہ داری کو کما حقہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ پھر جب میں اپنے خواب کی اس بات پر پہنچا کہ ''آپ رضی اللہ عنہ شہید ہیں انہیں شہید کیا جائے گا''۔ یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے شہادت کیسے نصیب ہو گی جبکہ میں جہاد کے لیے نکلتا ہی نہیں؟ پھر خود ہی فرمانے لگے: کیوں نہیں، جیسے بھی ہو، مجھے اللہ تعالیٰ ضرور شہادت کی موت نصیب فرمائے گا۔

(الطبقات لابن سعد: 1 / 240، والرياض النضرة: 2/75)

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا خواب

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے سامنے کئی راستے ہیں، پھر سب راستے اچانک غائب ہو گئے۔ صرف ایک راستہ باقی بچا۔ میں اسی راستے پر چلتا ہوا ایک پہاڑ تک جا پہنچا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ پہاڑ پر ہیں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ موجود ہیں۔ آپ ﷺ عمر رضی اللہ عنہ کو اشارہ کر کے اپنی طرف بلا رہے تھے۔ میں نے کہا: ''انا للہ وانا الیہ راجعون، امیر المؤمنین اب فوت ہونے والے ہیں''۔ جب میں نے یہ خواب انس رضی اللہ عنہ کو سنایا تو انس رضی اللہ عنہ کہنے لگے: آپ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے خواب سے آگاہ نہیں کریں گے؟ میں نے کہا: ''میں عمر رضی اللہ عنہ کو ان کی وفات کی خبر کیسے دے سکتا ہوں''۔

(الرياض النضرة: 2/75)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدمت خلق

قبیلۂ جُہینہ کے ایک آدمی نے بتایا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت تھا۔ مجھے میرے والد نے بکریوں کے چند چھوٹے بچے دے کر روانہ کیا کہ انہیں مدینہ میں بیچ آؤں۔ مدینہ کے قریب پہنچا تو ایک صاحب دکھائی دیے۔ وہ بھی مدینہ جا رہے تھے۔ میرے گدھے پر خاصا بوجھ لدا تھا۔ وہ بوجھ ایک طرف کو جھک گیا تھا اور گرنے کو تھا۔ میں نے اُن صاحب کو آواز دی: ''اللہ کے بندے! ذرا گدھے کا بوجھ تو سیدھا کرا دینا''۔ ''ہاں، ہاں، کیوں نہیں''۔ وہ صاحب آگے بڑھے اور ہم دونوں نے مل کر گدھے پر لدا بورا سیدھا کر دیا۔

اُن صاحب نے پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے جواباً والد کا نام لیا: ''قبیلۂ جُہینہ کے فلاں آدمی کا بیٹا ہوں''۔ بولے: ''اچھا، اپنے والد سے کہنا کہ امیر المؤمنین نے کہا تھا بکری کے چھوٹے بچے مت ذبح کیا کرو۔ ایک سالہ بکرے کی چربی ان چھوٹے بچوں کی اوجھ سے کہیں بہتر ہوتی ہے''۔ مجھے قدرے تعجب ہوا۔ میں نے پوچھا: ''اللہ آپ کا بھلا کرے! آپ کون ہیں؟'' فرمایا: ''میں امیر المؤمنین عمر ہوں''۔

(سيرة العُمَرَين لابن الجوزي، ص: 133)

رسول اللہ ﷺ کا ادب واحترام

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نبی ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں آپ کے ساتھ تھا۔ میں اپنے والد صاحب کے اونٹ پر سوار تھا جو بہت تیز چلتا تھا۔ جب میرا اونٹ نبی ﷺ کی سواری سے آگے نکلتا تو میرے والد سیدنا عمر فاروق مجھ سے فرماتے: ''عبداللہ! نبی ﷺ سے آگے نہ چلو''۔

(الرياض النضرة:25/2)

یہ تو وہی ہیں جنہوں نے مشک اٹھائی تھی

ایک مرتبہ امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رات کو مدینہ میں گشت کر رہے تھے۔ چلتے چلتے ایک خاتون دکھائی دی۔ خاتون نے پانی کی مشک اٹھا رکھی تھی۔ امیر المؤمنین کو تعجب ہوا کہ اس خاتون کو اتنی رات گئے گھر سے نکلنے کی کیا ضرورت پڑی تھی۔ پوچھا کیا ماجرا ہے؟ خاتون نے آپ کو پہچانا نہیں۔ بولیں: ''ننھے منے بچے ہیں۔ کوئی خادم ہے نہیں۔ پانی بھرنے کے لیے رات کو مجھے ہی نکلنا پڑتا ہے۔ دن میں گھر سے نکلنا مجھے اچھا نہیں لگتا''۔

امیر المؤمنین نے پانی کی مشک خاتون سے لی، کندھوں پر اٹھائی اور اسے گھر پہنچا دیا۔ فرمایا: ''صبح عمر کے پاس آنا۔ وہ تمہارے لیے خدمت گار کا انتظام کر دے گا''۔ خاتون نے نا امیدی سے کہا: ''عمر کہاں ملتا ہے!؟''۔

فرمایا: ''آنا تو سہی۔ وہ تمہیں ان شاء اللہ ضرور ملے گا''۔ خاتون صبح سویرے حاضر ہوئی۔ امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو اُسے بڑا تعجب ہوا۔ ''ارے! یہ تو وہی ہیں جنہوں نے رات پانی کی مشک اٹھا کر میرے گھر پہنچائی تھی''۔ واپس پلٹ گئی۔ امیر المؤمنین کو پتہ چلا تو فوراً ایک آدمی کو اس کے پیچھے دوڑایا کہ اسے لے کر آؤ۔ خاتون دوبارہ حاضر خدمت ہوئی۔ آپ نے اس کے لیے ایک خدمتگار کا بندوبست کیا اور معقول وظیفہ بھی اُس کے نام جاری کر دیا۔

(سيرة العمرين: ص 65)

یہ تمہاری مشک کا نام تو نہیں؟

امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سال بھر میں چالیس ہزار اونٹ تقسیم کیا کرتے تھے۔ شام کے ہر آدمی کو ایک اور عراق کے دو دو آدمیوں کو ایک اونٹ دیا کرتے تھے۔ ایک روز ایک عراقی حاضر خدمت ہوا اور کہنے لگا: ''امیر المؤمنین! مجھے اور سحیم کو ایک اونٹ دے دیجیے''۔ آپ ایک لمحے کو خاموش رہے۔ پھر بولے: ''سحیم کہیں تمہاری پانی والی مَشک کا نام تو نہیں؟!'' چوری پکڑی گئی تو وہ قدرے خجالت سے بولا: ''جی ہاں۔ سحیم کوئی آدمی نہیں۔ میری مشک ہی کا نام ہے''۔

(الطبقات الكبرىٰ، لابن سعد:208/1)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بابا جی آپ ٹھیک کہتے ہیں

ایک روز ایک نوجوان لڑکے کی لاش دربارِ خلافت میں لائی گئی۔ اسے قتل کر کے سرِ راہ پھینک دیا گیا تھا۔ امیر المؤمنین عمر بن خطاب ؓ کو بڑی تشویش ہوئی۔ باوجود کوشش کے کچھ پتہ نہ چلا کہ کیا ماجرا ہے اور قاتل کون ہے۔ امیر المؤمنین نے نہایت فکرمندی سے دعا کی: ''اے اللہ! مجھے اس کے قاتل کا پتہ بتا دے''۔ سال بھر گزرا تو ایک روز وہیں ایک نومولود بچہ سرِ راہ پڑا ملا۔ اسے امیر المؤمنین کی خدمت میں لایا اور بتایا گیا کہ یہ بچہ بھی وہیں سے ملا ہے۔

عمر بن خطاب ؓ نومولود کو دیکھتے ہی پکار اٹھے: ''اللہ نے چاہا تو اب قاتل کا پتہ چل جائے گا''۔ نومولود بچہ ایک خاتون کے حوالے کیا اور فرمایا: ''اس کی پرورش کرو۔ اخراجات کی فکر مت کرنا۔ البتہ یہ دھیان رکھنا کہ تم سے یہ بچہ کون لینے آتا ہے۔ کہیں کوئی عورت اسے چومتی اور گلے لگاتی نظر آئے تو مجھے خبر کرنا''۔ بچہ ذرا بڑا ہوا تو ایک روز ایک باندی اس خاتون کے ہاں آئی اور کہنے لگی:

''مجھے میری مالکن نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ وہ اس بچے کو دیکھنا چاہتی ہے۔ اسے میرے ساتھ بھیج دو۔ جلدی واپس لے آؤں گی''۔ خاتون نے کہا: ''ہاں، ہاں لے جاؤ۔ بلکہ میں بھی تمہارے ساتھ چلتی ہوں''۔

باندی بچے کو ساتھ لیے مالکن کے ہاں پہنچی۔ مالکن نے بچے کو اٹھایا، چوما اور پیار کیا۔ خاتون نے دیکھا کہ یہ تو ایک بوڑھے انصاری صحابی کی دختر ہے۔ فوراً امیر المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہوئی اور خبر دی۔ امیر المؤمنین نے تلوار اٹھائی اور اس عورت کے مکان کی طرف چل پڑے۔ اُس کا بوڑھا والد دروازے پر ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ امیر المؤمنین نے قدرے بلند آواز سے کہا: ''اے فلاں! جانتے ہو تمہاری بیٹی نے کیا کیا ہے؟''۔

امیر المؤمنین! آپ کو ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ میری بچی تو بڑی نیک اور فرمانبردار ہے''۔ بوڑھے

انصاری نے امیر المؤمنین کے تیور دیکھے تو نرم پڑ گیا۔ سیدنا عمر ؓ فرمانے لگے: ''اچھا، ذرا مجھے اس سے ملواؤ۔ میں اسے نیکی کی مزید رغبت دلاؤں گا''۔ انصاری صحابی نے اندر پردے کے لیے کہا اور امیر المؤمنین کو آگے لے گئے۔ وہ عورت سامنے آئی تو آپ نے تلوار سونت کر کہا: ''سچ سچ بتاؤ کیا ماجرا ہے ورنہ تمہاری گردن اڑا دوں گا''۔ معلوم تھا کہ عمر جھوٹ نہیں بولتے۔ جو کہتے ہیں کر دکھاتے ہیں۔ خاتون فوراً بول اٹھی:

''امیر المؤمنین! میں آپ کو سب کچھ سچ سچ بتاتی ہوں۔ بات دراصل یہ ہے کہ محلے کی ایک بڑھیا ہمارے گھر آیا کرتی تھی۔ میں اس سے خاصی مانوس ہوگئی۔ مجھے اُس میں اپنی ماں کی تصویر نظر آنے لگی۔ وہ بھی مجھے سگی بیٹی کی طرح چاہنے لگی تھی۔ مدت تک وہ ہمارے ہاں آتی رہی۔ ایک روز کہنے لگی: ''بیٹا! مجھے لمبے سفر پر جانا ہے۔ میری ایک ہی بیٹی ہے۔ سوچتی ہوں اسے کہاں چھوڑوں گی۔ اگر تم اسے اپنے ساتھ رکھ لو تو تمہارا یہ احسان میں زندگی بھر یاد رکھوں گی''۔ میں نے کہا: ''اماں! تم فکر ہی نہ کرو۔ وہ یہاں میری بہن بن کر رہے گی''۔

بڑھیا بڑی مکار تھی۔ اس نے اپنے بے ریش لڑکے کو زنانہ کپڑے پہنائے، لڑکیوں کی طرح آراستہ کیا اور ہمارے ہاں لے آئی۔ وہ نوجوان لڑکا لڑکی کے بھیس میں ہمارے ہاں رہنے لگا۔ اس نے مجھے ہر طرح سے دیکھ لیا۔

ایک روز میں سو رہی تھی، اس نے مجھ پر حملہ کیا اور میری عزت کو تار تار کر ڈالا۔ مزاحمت کے دوران میں میرا ہاتھ پاس ہی پڑے چاقو پر جا پڑا۔ میں نے چاقو اٹھایا اور اُس کو گھونپ دیا۔ وار کاری تھا۔ وہ تاب نہ لایا اور مر گیا۔ میں نے اُس کی لاش باہر پھنکوا دی۔

اسی سے مجھے یہ بچہ ہوا۔ میں نے اسے جنم دیا تو اسے بھی وہیں ڈلوا دیا۔'' ''یہ ہے میرا ماجرا''۔ امیر المؤمنین عمر بن خطاب ؓ توجہ اور خاموشی سے اُس کی بات سن رہے تھے۔ بولے: ''ہاں۔ تم سچ کہتی ہو''۔ لڑکی کو دعا دی۔ بوڑھے انصاری کی طرف دیکھا اور مسکرا کر کہا: ''ہاں۔ تم ٹھیک کہتے تھے۔ تمہاری بچی تو واقعی بڑی نیک ہے''۔ اتنا کہہ کر اٹھے اور باہر نکل گئے۔[1]

[1] الطرق الحكمية: ص 68، وسيرة العمرين لابن الجوزي: ص 68۔ دونوں کتابوں کے الفاظ قدرے مختلف ہیں۔ مفہوم ایک ہی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نرمی اور شفقت

امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب ﷜ نے ایک روز ایک آدمی کو دیکھا، وہ حدودِ حرم کے اندر پودے کاٹ کاٹ کر اونٹ کو کھلا رہا تھا۔ آپ نے ہمراہیوں سے فرمایا: ''اس آدمی کو میرے پاس لاؤ''۔ وہ آیا تو آپ نے فرمایا: ''اللہ کے بندے! مکہ مکرمہ لائق حرمت ہے۔ یہاں کا درخت کاٹنا، شکار ڈرا کر بھگانا اور یہاں کی گری پڑی چیز اٹھانا جائز نہیں۔ ہاں جو آدمی گری پڑی چیز کا اعلان کرنا چاہے وہ اسے اٹھا سکتا ہے''۔

آدمی نے عرض کیا: ''امیر المؤمنین! میرا جانور کمزور اور تھکا ماندہ ہے۔ راستے میں میرے پاس اسے کھلانے کو کچھ نہیں۔ ڈرتا ہوں کہ یہ مجھے منزل پر نہیں پہنچا پائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ اسے یہاں سے کھلا رہا ہوں''۔

امیر المؤمنین اس کی سرزنش کرنا چاہتے تھے لیکن اس کی بات سن کر نرم پڑ گئے۔ آپ کے حکم سے ایک اونٹ پر آٹے کی بوریاں لاد کر اس کے حوالے کر دیا گیا۔ فرمایا: ''جاؤ۔ آئندہ ایسا مت کرنا''۔

(سيرة العمرين: ص 67)

ادھیڑ عمر جنتیوں کے سردار

سیدنا علی ﷜ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر اور عمر تمام ادھیڑ عمر اہل جنت کے سردار ہیں، سوائے انبیاء اور رسولوں کے۔ اے علی! جب تک ابوبکر و عمر زندہ ہیں انہیں یہ خوشخبری نہ دینا''۔ یعنی ان کی وفات کے بعد یہ بات لوگوں کو بتلانا۔

(سنن ابن ماجه، حديث: 95)

شہداء کے ورثاء کی تکریم

احنف بن قیس کا بیان ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب ﷜ نے ہمیں ایک مہم پر عراق اور بلادِ فارس روانہ کیا۔ مہم کے دوران فارس اور خراسان کا بنا ہوا بیش قیمت سفید کپڑا بڑی مقدار میں ہاتھ آیا۔ واپسی پر ہم نے وہ کپڑا پہنا بھی اور ساتھ بھی لائے۔ مدینہ پہنچے۔ امیر المؤمنین عمر بن خطاب ﷜ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہمیں دیکھتے ہی انہوں نے چہرہ دوسری طرف پھیر لیا اور ہم سے بات کرنا گوارا نہیں کی۔ امیر المؤمنین کی بے رخی ہم پر بہت شاق گزری۔ فرزند ارجمند عبداللہ بن عمر بن خطاب ﷜ سے اس کی شکایت کی تو انہوں نے کہا: ''امیر المؤمنین کو آپ کا یہ بیش قیمت لباس پسند نہیں آیا۔ ایسا لباس نہ تو کبھی رسول اللہ ﷺ نے پہنا تھا نہ خلیفۂ اول سیدنا ابوبکر نے''۔

ہم فوراً اپنے گھروں کو گئے۔ وہ بیش قیمت لباس اتار دیا اور معمول کا لباس پہنے حاضر خدمت ہوئے۔ اب کے امیر المؤمنین ہمیں دیکھتے ہی استقبال کو اٹھ کھڑے ہوئے۔ سب کو فرداً فرداً سلام کیا اور گلے لگایا۔ معلوم ہوتا تھا پہلی بار دیکھ رہے ہیں۔ ہم نے غنیمت کا مال پیش کیا۔ انہوں نے اسے مسلمانوں میں برابر تقسیم کر دیا۔ مالِ غنیمت میں انتہائی لذیذ حلوہ بھی شامل تھا۔ اس پر نظر پڑی، اٹھایا اور چکھا تو خوش ذائقہ معلوم ہوا۔ مسلمانوں کو مخاطب کر کے بولے: ''مہاجرین وانصار! دیکھو! یہی وہ کھانے پینے کی خوش ذائقہ اشیا ہیں جن کے لیے بیٹا باپ کو اور بھائی بھائی کو قتل کرتا تھا''۔ یہ کہہ کر وہ تمام حلوہ شہداء کے بچوں کو بھیج دیا۔ اپنے لیے اس میں سے کچھ بھی نہیں رکھا۔

(سيرة أمير المؤمنين، لابن الجوزي)

باغ کا صدقہ

ایک دن سیدنا عمر ﷜ اپنے باغ کی طرف نکلے، جب لوٹے تو لوگ عصر کی نماز ادا کر چکے تھے۔ کہنے لگے: میں اپنے باغ کی طرف گیا اور جب لوٹا تو نماز پڑھی جا چکی تھی، چونکہ یہ باغ نماز میں تاخیر کا سبب بنا لہٰذا میں اسے مساکین پر صدقہ کرتا ہوں۔

(مختصر منهاج القاصدين: ص 398)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیرینہ خواہش

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز دوپہر کے وقت ایک انصاری لڑکے کو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مکان پر بھیجا کہ انہیں بلا لائے۔ لڑکا دوڑا گیا اور سیدھا مکان میں جا گھسا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سو رہے تھے۔ بدن کے بعض حصوں سے کپڑا ہٹا ہوا تھا۔ جاگے تو مارے غیرت کے یہ دعا کی: ''اے اللہ! سونے کے اوقات میں گھروں میں گھسنے کی ممانعت کر دے''۔

ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میری دیرینہ خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ اجازت طلب کرنے کے سلسلے میں احکامات نازل فرمائے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لِيَسْتَـْٔذِنكُمُ ٱلَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَٰنُكُمْ وَٱلَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُواْ ٱلْحُلُمَ مِنكُمْ ثَلَٰثَ مَرَّٰتٍ ۚ مِّن قَبْلِ صَلَوٰةِ ٱلْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُم مِّنَ ٱلظَّهِيرَةِ وَمِنۢ بَعْدِ صَلَوٰةِ ٱلْعِشَآءِ ﴾

(النور: ٥٨)

''اے ایمان والو! تمہارے غلاموں، لونڈیوں اور لڑکے لڑکیوں کو جو بلوغت کو نہ پہنچے ہوں، چاہیے کہ تم سے ان تین اوقات میں اجازت طلب کر کے گھر میں داخل ہوا کریں: نماز فجر سے پہلے، دوپہر کو جب تم کپڑے اتارتے ہو اور نماز عشا کے بعد''۔

(الریاض النضرۃ:206/1)

تراشے

کبھی ایسا بھی ہوتا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنا ہاتھ جلتی ہوئی آگ کے قریب کرتے اور کہتے: ''اے ابن خطاب کیا تو اس پر صبر کر سکتا ہے؟''۔

(مناقب أمیر المؤمنین، لابن الجوزي: ص141)

سیدنا عمر فاروق کی گواہی

سیدنا علی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک روز سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ یہود کی طرف گئے اور اُن سے کہا: ''میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ (علیہ السلام) پر تورات نازل کی تھی، کیا تورات میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق پیش گوئی موجود ہے؟'' یہود نے اثبات میں جواب دیا تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دوسرا سوال پوچھا کہ پھر تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیروکار کیوں نہیں بن جاتے۔ یہود نے کہا کہ بات دراصل یہ ہے، اللہ تعالیٰ نے جتنے رسول بھیجے، ایک نہ ایک فرشتہ ہر رسول کا ضامن رہا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ضامن فرشتہ جبریل ہے۔ وہی اُن کے پاس وحی لاتا ہے۔ جبریل فرشتوں میں ہمارا دشمن ہے۔ میکائیل سے البتہ ہماری دوستی ہے۔ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس وحی لاتا تو ہم اُن پر ضرور ایمان لے آتے۔

اس پر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میں شہادت دیتا ہوں کہ نہ تو میکائیل ایسا تھا کہ جبریل کے دوست سے دشمنی کرتا، نہ جبریل ہی ایسا تھا کہ میکائیل کے دشمن سے دوستی کرتا''۔ یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُدھر سے گزرے۔ یہود نے آپ کو دیکھتے ہی کہا: ''ابن خطاب دیکھو! تمہارے صاحب آ گئے''۔

ابن خطاب جلدی سے اٹھے اور آپ کی طرف بڑھے۔

اسی دوران سیدنا عمر فاروق کی موافقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیات نازل ہو رہی تھیں:

﴿ قُلْ مَن كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُۥ نَزَّلَهُۥ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ ٱللَّهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٩٧﴾ مَن كَانَ عَدُوًّا لِّلَّهِ وَمَلَٰٓئِكَتِهِۦ وَرُسُلِهِۦ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَىٰلَ فَإِنَّ ٱللَّهَ عَدُوٌّ لِّلْكَٰفِرِينَ ﴾ (البقرۃ: 97، 98)

''کہہ دیجیے جو کوئی جبریل کا دشمن ہے تو اسی نے اس قرآن کو اللہ کے حکم سے آپ کے دل پر نازل کیا ہے۔ یہ قرآن اپنے سے پہلے نازل ہونے والی کتب کی تصدیق کرتا ہے اور مؤمنین کے لیے ہدایت اور بشارت ہے''۔ جو کوئی اللہ کا، اس کے فرشتوں کا، اس کے رسولوں کا اور جبریل ومیکائیل کا دشمن ہے تو بلاشبہ اللہ بھی کافروں کا دشمن ہے''۔

(الریاض النضرۃ: 1 / 205، وتاریخ الخلفاء: ص 48)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی طرف سے ایک اور موافقت

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن سُلَالَةٍ مِّن طِينٍ ﴿١٢﴾ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ ﴿١٣﴾ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ ﴾

(المؤمنون: 12-14)

''بلاشبہ ہم نے انسان کو مٹی کے ایک جوہر سے پیدا کیا ہے۔ پھر ہم نے اسے ایک محفوظ قرار گاہ (رحم مادر) میں نطفہ بنا کر رکھا۔ پھر ہم نے نطفے کو خون کی پھٹکی بنایا، پھر ہم نے پھٹکی کو لوتھڑے میں ڈھالا، پھر ہم نے لوتھڑے سے ہڈیاں بنائیں، پھر ہم نے ہڈیوں پر گوشت چڑھا دیا، پھر ہم نے اسے ایک اور ہی صورت میں بنا دیا''۔

تو میں نے بے ساختہ کہا:

﴿ تَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ﴾

''بہت بابرکت ہے اللہ، سب سے اچھا خالق''۔

قدرت الٰہی کی سیدنا عمر سے موافقت دیکھیے کہ اس آیت کے آخری الفاظ یہی تھے:

﴿ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ﴾

(المحاسن والمساوي:1/28)

تراشے

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اقْتَدُوا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي أَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ

''میرے بعد دو اشخاص ابوبکر وعمر کی پیروی کرو''۔

(سنن الترمذي، حديث:3662، 3808)

ہم تینوں ان واقعات کی تصدیق کرتے ہیں

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ایک شخص گائے لے کر جا رہا تھا۔ وہ اُس گائے پر سوار ہوا تو گائے کہنے لگی: ہمیں سواری کے لیے نہیں بلکہ کھیتی باڑی کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ وہ شخص کہنے لگا: سبحان اللہ! ایک گائے انسانوں کی طرح کلام کر رہی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اس واقعہ کی تصدیق کرتا ہوں۔ ابوبکر اور عمر بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ دونوں اُس وقت وہاں موجود نہیں تھے۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص بکریاں چرا رہا تھا۔ ایک بھیڑیے نے حملہ کر کے ایک بکری دبوچ لی۔ چرواہے نے بھیڑیے کے پیچھے پڑ کر بکری چھڑا لی۔ بھیڑیا اُس شخص سے مخاطب ہو کر کہنے لگا: آج تو تم نے بکری کو مجھ سے بچا لیا ہے۔ اُس دن اسے کون بچائے گا جب میرے علاوہ ان کا کوئی چرواہا نہیں ہو گا۔ وہ شخص کہنے لگا: سبحان اللہ! ایک بھیڑیا انسانوں کی طرح کلام کرتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اس واقعہ کی تصدیق کرتا ہوں۔ ابوبکر و عمر بھی اس واقعہ کی تصدیق کرتے ہیں حالانکہ وہ دونوں اس وقت موجود نہیں تھے۔ مطلب یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوبکر و عمر پر اتنا اعتماد ہے کہ جس چیز کی تصدیق اللہ کے رسول فرمائیں صدیق و فاروق بھی دیکھے بنا ہی اس کی تصدیق کر دیتے ہیں۔

(صحيح البخاري، حديث:3471)

اُمت کی رہنمائی

ایک مرتبہ کعب احبار جو پہلے یہودی عالم تھے اور بعد میں مسلمان ہو گئے تھے، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھنے لگے کیا آپ نے خواب میں کچھ دیکھا ہے؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہنس پڑے اور اس سوال کا سبب دریافت کیا۔ کعب احبار کہنے لگے: ہماری کتابوں میں ذکر ہے کہ اس اُمت میں ایک شخص ہو گا کہ جسے خوابوں میں بھی اُمت کے معاملات میں رہنمائی فراہم کی جائے گی۔

(الزهد لابن المبارك: 1054)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بابرکت تجویز

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: غزوہ تبوک میں لوگوں کو خوراک کی کمی کا سامنا کرنا پڑا۔ لوگ کہنے لگے، اے اللہ کے رسول! اگر آپ اجازت دیں تو ہم کچھ سواری کے جانور ذبح کر لیں۔ ہم اُن کا گوشت کھائیں گے اور ذخیرہ بھی کر لیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کچھ جانور ذبح کر لو۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اگر آپ نے لوگوں کو جانور ذبح کرنے کی اجازت دی تو سواریاں کم ہو جائیں گی۔ آپ لوگوں سے کہیں کہ اُن کے پاس جو بھی زادراہ بچا ہے اُسے ایک جگہ جمع کر دیں۔ پھر آپ اللہ عزوجل سے اس میں برکت کی دعا کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے'' آپ ﷺ نے ایک دسترخوان بچھانے کا حکم دیا۔ پھر لوگوں سے کہا اپنا بچا ہوا زادراہ لے آئیں۔ کوئی مٹھی بھر گندم لے آیا۔ کوئی چند کھجوریں لے آیا۔ کوئی روٹی کا ٹکڑا لے آیا۔ دسترخوان پر تھوڑا سا زادراہ جمع ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے برکت کی دعا کی، پھر فرمایا: اب اپنے برتن بھر لو۔ لوگوں نے اپنے برتن بھرنے شروع کر دیئے یہاں تک کہ لشکر میں ایک بھی برتن ایسا نہ بچا جو اس کھانے سے خالی ہو۔ پھر سب نے سیر ہو کر کھایا، کھانا پھر بھی بچ گیا۔ یہ کیفیت دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ

لَا يَلْقَى اللَّهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرَ شَاكٍّ فَيُحْجَبَ عَنِ الْجَنَّةِ

''میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ جو شخص بھی اللہ کو اس حال میں ملے کہ اُس کا ان دو شہادتوں پر غیر متزلزل ایمان ہو۔ اُس کے اور جنت کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں''۔

(صحیح مسلم: 27)

الہامی شخصیت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّهُ كَانَ فِيمَنْ مَضَى قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ مُحَدَّثُونَ، وَإِنَّهُ إِنْ كَانَ فِي أُمَّتِي هَذِهِ مِنْهُمْ أَحَدٌ فَإِنَّهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ

''تم سے پہلی اُمتوں میں ایسے افراد تھے جن کی الہام کے ذریعے رہنمائی کی جاتی تھی۔ اگر میری اُمت میں کوئی ایسا شخص ہے تو وہ عمر بن خطاب ہے۔ (صحيح البخاري، حديث:3469)

ابوعبید کی بیوی کا سچا خواب

دومہ ابوعبید ثقفی کی بیوی تھی۔ اس نے خواب دیکھا کہ ایک آدمی آسمان سے اترا۔ اس کے ہاتھ میں ایک برتن تھا۔ اس میں پانی تھا۔ ابوعبید، اس کے بیٹے اور چند دوسرے اہلِ خاندان نے اس برتن سے پانی پیا۔ دومہ نے ابوعبید کو اس خواب سے آگاہ کیا۔ ابوعبید نے فرمایا: یہ ہماری شہادت کی خبر ہے۔ ابوعبید نے لوگوں کو بتایا: اگر میں شہید ہو جاؤں تو اسلامی افواج کا فلاں آدمی قائد ہوگا، پھر بنو ثقیف کے ان سات افراد کے ترتیب وار نام لیے جن کا ان کی بیوی نے تذکرہ کیا تھا۔ انہوں نے وصیت فرمائی کہ اگر میرے بعد یہ سب شہید ہو جائیں تو مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ مجاہدین اسلام کی قیادت کریں گے۔ (تاريخ الطبري: 4/277)

تراشے

عروہ بیان کرتے ہیں: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے مسجد نبوی میں کنکر بچھا کر اس کے فرش کو پختہ کیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وادی عقیق سے کنکر لا کر یہاں ڈالے جائیں۔ (سنن البيهقي: 2/441)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے بھی اپنی دعا میں شامل کرلیں

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم رات کے وقت سیدنا عمر بن خطاب کے ساتھ مدینہ کی گلیوں میں پہرہ دے رہے تھے۔ چلتے چلتے ہم ایک خیمے کے پاس پہنچے جس میں ایک چراغ ٹمٹمارہا تھا، کبھی جلتا، کبھی بجھتا۔ اُس خیمے کے اندر ایک بڑھیا نہایت غمناک لہجے میں یہ اشعار پڑھ رہی تھی:

عَلَى مُحَمَّدٍ صَلاةُ الْأَبْرَارِ صَلَّى عَلَيْهِ الْمُصْطَفَوْنَ الْأَخْيَارُ

قَدْ كُنْتُ قَوَّامًا بَكِيَّ الْأَسْحَارِ فَلَيْتَ شِعْرِي وَالْمَنَايَا أَطْوَارُ

هَلْ تَجْمَعُنِي وَحَبِيبِي الدَّارُ

''محمد ﷺ پر نیک لوگوں کا درود پہنچے۔ آپ پر بہترین اور منتخب لوگ درود بھیجتے ہیں۔

میں راتوں کو قیام کرنے والی سحری کے وقت رونے والی ہوں۔

کاش میں جان سکتی کیا میں اور میرے محبوب (رسول اللہ ﷺ) ایک جگہ پر جمع ہوسکیں گے؟

یہ اشعار سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آبدیدہ ہوگئے۔ پھر آپ خیمے کے پاس آئے اور السلام علیکم کہا جواب نہ ملنے پر دوسری مرتبہ السلام علیکم کہا، پھر بھی جواب نہ آیا تو تیسری مرتبہ السلام علیکم کہا تو بڑھیا نے پوچھا: کون؟

فیصلے سے پہلے اللہ سے دعا

عروہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس جب بھی دو فریق کسی مقدمے کا فیصلہ کروانے کے لیے آتے تو آپ دوزانو ہو کر بیٹھ جاتے اور یہ دعا کرتے:

اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمَا فَإِنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا يُرِدُّنِي عَنْ دِينِي

''اے اللہ! فریقین کے خلاف میری مدد فرما، کیونکہ ان میں سے ہر ایک (اپنی چرب زبانی کے ذریعے) مجھے حق سے ہٹانا چاہے گا''۔

(مناقب أمير المؤمنين، لابن الجوزي: ص 94)

وہ اپنی سست روی کو ملامت کرے

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جابیہ نامی جگہ پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: جس شخص نے قرآنی علوم کے بارے میں کوئی سوال کرنا ہو وہ ابی بن کعب سے رابطہ کرے۔ جس شخص نے وراثت کے مسائل کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہوں وہ زید بن ثابت سے رابطہ کرے۔ جس شخص نے فقہی امور کے بارے میں پوچھنا ہو وہ معاذ بن جبل سے رابطہ کرے اور جسے مال چاہیے وہ مجھ سے رابطہ کرے۔ اللہ تعالی نے مجھے خازن اور تقسیم کنندہ بنایا ہے۔ میں مال تقسیم کرنے کی ابتدا امہات المؤمنین سے کروں گا سب سے پہلے انہیں دوں گا پھر سابقین اولین مہاجرین کو، جو مکہ میں اپنے گھر، جائدادیں اور مال چھوڑ کر آئے۔ پھر انصار کو دوں گا جو ایمان اور مہاجرین کے لیے چشم براہ تھے اور ان کے مددگار بنے۔

جس شخص نے ہجرت میں سبقت حاصل کی اسے عطیات میں بھی سبقت حاصل ہے اور جس نے ہجرت میں تاخیر کی وہ عطیات میں بھی پیچھے رہ گیا۔ وہ کسی اور کو نہیں اپنی سست روی کو ملامت کرے۔

(المستدرك للحاكم: 6 / 9 4 3، و السنن الكبرى للبيهقي: 210/6)

سیدنا عمر نے اپنی رونڈھی ہوئی آواز سے کہا: اماں جی میں عمر ہوں۔ اس نے کہا عمر کو مجھ سے کیا کام؟ فرمایا: اللہ کی بندی ہمیں داخلے کی اجازت دیجیے اللہ آپ کا بھلا کرے۔ چنانچہ آپ کو اندر جانے کی اجازت مل گئی۔ خیمے کے اندر جا کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بڑھیا سے دوبارہ اشعار پڑھنے کی درخواست کی۔ بڑھیا نے دوبارہ بڑے پرسوز انداز میں اشعار پڑھنا شروع کر دیے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر پھر رقت طاری ہو گئی۔ پھر آپ نے کہا: اماں جان! اپنے ان عمدہ اشعار میں کہیں میرا ذکر بھی کر دیجیے تاکہ میں بھی آپ کی دعا میں شامل ہو جاؤں۔ بڑھیا نے آخری مصرعے کے ساتھ ایک اور مصرعہ ملاتے ہوئے شعر بھی مکمل کر دیا اور سیدنا عمر فاروق کی فرمائش بھی پوری کر دی۔ اللہ کی اس نیک بندی نے کہا:

وَعُمَرُ فَاغْفِرْ لَهُ يَا غَفَّارُ

''اے اللہ! عمر کو معاف فرما۔ بلاشبہ تو انتہائی بخشنے والا ہے''۔

(الزهد، لابن المبارك: ص 1024)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتنوں کے متلاشیوں کا علاج

سیدنا عمر بن خطاب ؓ کو بتایا گیا کہ ایک شخص متشابہات کے پیچھے لگا رہتا ہے اور غلط فہمیاں پیدا کرنے کے لیے طرح طرح کے سوالات کرتا ہے۔ سیدنا عمر ؓ فرمانے لگے: اگر وہ میرے ہاتھ آ گیا تو میں اس کا ایسا علاج کروں گا کہ زندگی بھر یاد رکھے گا۔ حسن اتفاق سے وہ ایک مرتبہ سیدنا عمر فاروق ؓ کے پاس پہنچ گیا اور پوچھنے لگا: امیر المؤمنین! ﴿وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ﴿١﴾ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا﴾ کا کیا مطلب ہے؟۔ سیدنا عمر ؓ کو پتا چل گیا کہ یہ وہی شخص ہے جو محض کٹ حجتی کے لیے سوالات کرتا ہے۔ آپ نے آستینیں چڑھا کر اس کی ٹھکائی شروع کر دی۔ اُس کے سر سے پگڑی گر گئی۔ اس کے سر پر بال تھے۔ سیدنا عمر ؓ نے فرمایا: اگر تم نے سر منڈوا رکھا ہوتا تو میں تمہارا سر قلم کرنے کا حکم دے دیتا (کیونکہ نبی کریم ﷺ نے جن خطرناک گمراہ فرقوں کے بارے میں خبردار کیا تھا جو قرآن مجید کی من مانی تفسیر کریں گے ان کی بنیادی نشانی سر منڈوانا بھی ہے) سیدنا عمر ؓ نے اہل بصرہ سے کہا: ''نہ اس کے ساتھ بیٹھو، نہ کاروبار کرو یعنی اس کا مکمل بائیکاٹ کر دو۔ اس بائیکاٹ کی وجہ سے اسے شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ایک دن وہ مسجد کے ایک ستون کے پاس کھڑا ہو کر فریاد کرنے لگا: سیدنا عمر ؓ سے رجوع کیا گیا۔ سیدنا عمر ؓ نے پھر بھی اس کے ساتھ گھلنے ملنے کی اجازت نہ دی تاکہ لوگوں کے عقائد میں فساد پیدا نہ ہو۔ اپنی موت تک وہ اسی کیفیت سے دوچار رہا۔

(مناقب أمير المؤمنين، لابن الجوزي: ص 120، 121)

حاجت مند کا حق

حسن بصری ؒ بیان کرتے ہیں: ایک شخص جو پیاس سے نڈھال تھا ایسے لوگوں کے پاس آیا جن کے پاس پانی موجود تھا۔ اس نے ان سے پانی مانگا لیکن انہوں نے نہ دیا۔ وہ شخص پیاس برداشت نہ کر سکا اور جاں بحق ہو گیا۔ سیدنا عمر ؓ کے پاس معاملہ آیا۔ آپ نے یہ فیصلہ صادر کیا کہ وہ متوفی کے ورثاء کو سو اونٹ دیت ادا کریں۔

(مناقب أمير المؤمنين، لابن الجوزي: ص 96)

سلمہ ہذلی سے حلف لیا جائے

سلمہ بن محبق ہُذلی بیان کرتے ہیں: میں اُبلّہ شہر کی فتح میں شامل تھا۔ یہ شہر دجلہ کے کنارے واقع ہے۔ اس جنگ میں ہمارے امیر قطبہ بن قتادہ سدوسی تھے۔ انہوں نے مال غنیمت تقسیم کیا۔ میرے حصے میں تانبے کا ایک برتن آیا۔ جب وہ برتن میرے پاس آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ تانبے کا نہیں بلکہ سونے کا ہے۔ ہم نے یہ معاملہ امیر کے سامنے پیش کیا۔ امیر نے رہنمائی کے لیے سیدنا عمر ؓ کو خط لکھا۔ سیدنا عمر ؓ نے فرمایا: سلمہ ہذلی سے حلف لو، اگر انہیں تقسیم کے بعد پتا چلا کہ یہ سونے کا ہے تو پھر انہی کے پاس رہنے دو۔ اگر انہیں تقسیم سے پہلے پتا تھا پھر واپس لے کر سارے لشکر میں تقسیم کر دو۔ سلمہ ہذلی نے حلفاً بتایا کہ انہیں پہلے پتا نہیں تھا۔ اس لیے یہ برتن انہی کے پاس رہنے دیا گیا۔ اس سے چالیس مثقال سونا نکلا۔ یہ مال اُن میں آج تک وراثت میں تقسیم ہوتا چلا آ رہا ہے۔

(حلية الأولياء: 1/50)

میں ان کی راہ سے نہ ہٹوں گا

ابو اُمامہ ؓ بیان کرتے ہیں: ہم ایک مرتبہ سیدنا عمر ؓ کے ساتھ مدینہ کی گلیوں میں چکر لگا رہے تھے۔ ہمارے ساتھ اشعث بن قیس بھی تھے۔ ہم ایک جگہ تھک کر بیٹھ گئے۔ سیدنا عمر ؓ کے پاس ہنڈیا میں کچھ گوشت لایا گیا۔ سیدنا عمر ؓ نے ہنڈیا میں سے ایک ہڈی پکڑی اور اس سے گوشت اتارنے کی کوشش کی۔ گوشت ذرا سخت تھا۔ اس کی چھینٹیں اشعث بن قیس پر بھی پڑیں۔ اشعث کہنے لگے: امیر المؤمنین! اگر آپ اس میں گھی ڈال کر اسے مزید پکنے کا موقع دیں تو یہ نرم ہو جائے گا۔ سیدنا عمر ؓ طیش میں آ کر بولے: ایک سالن میں دو سالن، ہرگز نہیں۔ میں نے اپنے دو ساتھیوں رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر ؓ کے ساتھ جیسا وقت گزارا ہے، ویسا ہی اب بھی گزارنا چاہتا ہوں۔ مجھے خدشہ ہے اگر میں ان کے طریقے پر نہ چلا تو ان کے ساتھ اکٹھا نہیں ہو سکوں گا۔

(الزهد، لابن المبارك: ص 618)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تین خوش نصیب مسافر

سالم بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: جب سیدنا عمر ؓ خلیفہ بنے تو جو سیدنا ابوبکر ؓ کو اخراجات کے لیے بیت المال سے وظیفہ ملتا تھا سیدنا عمر کو بھی ملنے لگا۔ یہ صرف بقدر ضرورت تھا۔ صحابہ کرام میں یہ احساس پایا جاتا تھا کہ یہ وظیفہ انتہائی کم ہے۔ ایک مرتبہ عثمان، علی، طلحہ اور زبیر ؓ کہنے لگے کہ ہمیں سیدنا عمر ؓ سے بات کرنی چاہیے کہ اس میں اضافہ کیا جائے۔ عثمان ؓ کہنے لگے کہ ہمیں سیدنا عمر ؓ سے براہ راست بات نہیں کرنی چاہیے کہیں وہ برا نہ مان جائیں۔ ہمیں پہلے سیدہ حفصہ ؓ سے بات کرنی چاہیے۔ یہ لوگ سیدہ حفصہ ؓ کے پاس حاضر ہوئے، اُنہیں کہا کہ آپ سیدنا عمر ؓ سے اس بارے میں بات کریں۔ پہلے ہمارے نام ظاہر نہ کریں۔ اگر وہ اس بات سے اتفاق کرلیں تو پھر آپ ہمارے نام بتا سکتی ہیں۔

ام المؤمنین حفصہ ؓ سیدنا عمر ؓ سے ملیں، اُن سے بات کی اور محسوس کیا کہ یہ بات سنتے ہی سیدنا عمر ؓ کے چہرے پر غصے کے آثار نمایاں ہوگئے ہیں۔ عمر ؓ نے پوچھا: آپ سے یہ بات کن لوگوں نے کہی ہے۔ سیدہ حفصہ کہنے لگیں: جب تک آپ اپنی رائے نہ بتائیں میں اُن کے نام ظاہر نہیں کروں گی۔

آپ خاص مہمان ہیں

حذیفہ ؓ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں سیدنا عمر ؓ کے پاس آیا۔ وہاں لوگوں کے سامنے پیالے رکھے تھے اور وہ کھانا کھانے میں مشغول تھے۔ سیدنا عمر ؓ نے مجھے بھی اپنے پاس بلا لیا۔ سیدنا عمر نے زیتون اور روٹی منگوائی۔ خود بھی کھانے لگے اور مجھے بھی کھانے کی دعوت دی۔ میں نے کہا: آپ نے مجھے گوشت اور روٹی فراہم نہیں کی جو دوسرے لوگ کھا رہے ہیں۔ سیدنا عمر ؓ نے فرمایا: وہ عام مسلمانوں کا کھانا ہے۔ آپ میرے خاص مہمان ہیں اس لیے میں نے آپ کو اپنے کھانے پر دعوت دی ہے۔

(الزهد، للإمام أحمد: ص 150)

سیدنا عمر ؓ کہنے لگے کہ اگر مجھے ان لوگوں کا پتا چل جائے تو ان کی سخت سرزنش کروں۔ پھر آپ نے کہا، میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، رسول اللہ ﷺ کے پاس سب سے عمدہ لباس کونسا تھا۔ حفصہ ؓ نے کہا: دو رنگے ہوئے کپڑے جنہیں آپ وفود سے ملاقات کرنے اور خطبات دینے کے لیے پہنا کرتے تھے۔ پھر آپ نے پوچھا: آپ لوگوں کو بہتر سے بہتر کیا کھانا میسر تھا۔ حفصہ ؓ نے بتایا کہ ہم روٹی پر کچھ گھی ڈال لیا کرتے تھے۔ اس طرح روٹی خستہ اور میٹھی ہو جاتی۔ خود بھی کھاتے اور دوسروں کو بھی کھلاتے۔ پھر سیدنا عمر ؓ نے پوچھا آپ لوگوں کو کونسا اچھے سے اچھا بستر میسر آیا۔ حفصہ ؓ نے بتایا: ہمارے پاس ایک موٹی چادر تھی۔ گرمیوں میں ہم اسے دُہری کر کے بچھا لیتے اور سردیوں میں آدھی اوپر اوڑھ لیتے، آدھی نیچے بچھا لیتے۔

سیدنا عمر ؓ کہنے لگے: حفصہ! ان لوگوں تک یہ بات پہنچا دو۔ رسول اللہ ﷺ نے جو معیار قائم کیا ہے میں اس سے سرمو انحراف کرنے والا نہیں ہوں۔ پھر آپ نے کہا میری اور میرے ساتھیوں کی مثال تین مسافروں کی سی ہے۔ ایک مسافر چلا، اس نے اپنے ساتھ کچھ زادراہ لیا اور اپنی منزل پر پہنچ گیا۔ پھر دوسرا بھی اس کے نقش قدم پر چلتا ہوا اپنی منزل تک پہنچ گیا۔ اگر تیسرا مسافر بھی اسی راستے پر چلے گا، اسی طرح کے زادراہ پر راضی ہوگا تو منزل پر پہنچ جائے گا۔ اگر وہ کسی اور راستے پر چلا تو کبھی بھی منزل تک نہیں پہنچ پائے گا۔

(تاريخ الطبري: 4/164)

مٹھاس چلی جائے گی کڑواہٹ باقی رہے گی

ثابت بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ سیدنا عمر ؓ کے دل میں کوئی اچھا مشروب پینے کی خواہش ہوئی۔ آپ کے پاس شہد لایا گیا۔ آپ اسے کچھ دیر اپنے ہاتھ میں گھماتے رہے۔ پھر کہنے لگے: میں اسے پی لوں گا، اس کی حلاوت اور مٹھاس تو چلی جائے گی مگر احساس کی کڑواہٹ باقی رہ جائے گی۔ پھر آپ نے اسے خود پینے کی بجائے کسی اور کو دے دیا۔

(حلية الأولياء: 1/49)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قحط کی مشکلات تک گھی سے پرہیز

یحییٰ بن سعید بیان کرتے ہیں: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بیوی نے ساٹھ درہم کا گھی کا ایک مٹکا خریدا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پوچھنے لگے کہ یہ کیا ہے؟ اُن کی بیوی نے کہا، میں نے یہ اپنے مال سے خریدا ہے۔ آپ نے گھریلو اخراجات کے لیے جو پیسے دیے ہیں اُن سے نہیں لیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جب تک سارے لوگ قحط کی مشکلات سے باہر نہیں آتے، میں گھی کو چکھوں گا بھی نہیں۔

(الطبقات الکبری، لابن سعد: 236/3)

مشرکین کی نقل سے اجتناب

ابوعثمان بیان کرتے ہیں کہ ہم آذربائیجان میں تھے، ہمارے پاس سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خط آیا جس میں آپ نے یہ ہدایات دی تھیں، اے عتبہ بن فرقد! عیش وعشرت کی زندگی گزارنے سے اجتناب کرنا۔ مشرکین کی نقل نہ کرنا اور ریشم پہننے سے بچنا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ریشم کا لباس پہننے سے منع کیا ہے صرف خارش یا کسی اور بیماری کی وجہ سے معمولی مقدار میں ریشم کا کپڑا استعمال کرنے کی اجازت دی ہے۔

(صحیح مسلم، حدیث: 2069)

ابن خطاب! اللہ سے ڈرتے رہو

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ چل رہا تھا۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک باغ میں داخل ہوئے۔ میرے اور اُن کے درمیان ایک دیوار حائل ہوگئی۔ مجھے ان کی آواز آرہی تھی۔ وہ کہہ رہے تھے: عمر امیر المؤمنین ہے! واہ واہ کیا کہنے۔ ابن خطاب اللہ سے ڈرتے رہو۔ تقویٰ کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑنا، ورنہ عذاب کا سامنا کرنے کے لیے تیار رہو۔

(الزهد، للإمام أحمد: ص 144)

بے قراری اور غم کی شکایت صرف اللہ سے

علقمہ بن وقاص بیان کرتے ہیں: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ عشاء کی نماز میں اکثر و بیشتر سورۃ یوسف پڑھا کرتے تھے۔ میں پچھلی صفوں میں ہوتا۔ جب سیدنا یوسف علیہ السلام کا ذکر آتا تو آپ کا رونا پچھلی صفوں میں سنائی دیتا۔

عبداللہ بن شداد بن الہاد کہتے ہیں: میں نے صبح کی نماز میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو سورۃ یوسف پڑھتے ہوئے سنا۔ آپ کے رونے کی آواز پچھلی صفوں تک آرہی تھی۔ آپ یہ آیت کریمہ پڑھ رہے تھے:

﴿إِنَّمَآ أَشْكُواْ بَثِّي وَحُزْنِيٓ إِلَى ٱللَّهِ﴾ (یوسف: 86)

''میں اپنی بے قراری اور غم کی شکایت صرف اللہ سے کرتا ہوں''۔

(مصنف عبدالرزاق: 21/3)

اللہ تعالیٰ کے حساب لینے سے پہلے اپنا محاسبہ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: اللہ تعالیٰ کے حساب لینے سے پہلے اپنا محاسبہ کرتے رہو۔ نامہ اعمال میزان میں رکھے جانے سے پہلے خود اپنے اعمال کا جائزہ لیتے رہو۔ اگر تم آج اپنا محاسبہ کرتے رہو گے تو کل قیامت کے دن حساب دینا آسان ہوگا اس بڑی پیشگی کے لیے خود کو تیار کرلو جس کے متعلق اللہ عزوجل نے فرمایا ہے:

﴿يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ لَا تَخْفَىٰ مِنكُمْ خَافِيَةٌ ﴿١٨﴾﴾ (الحاقة: 18)

''جس دن تم بارگاہ الٰہی میں پیش کیے جاؤ گے، تمہارا کوئی راز اس دن چھپا نہیں رہ سکے گا''۔

(الزهد، لابن المبارک: ص 306)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو چاہے مٹادے جو چاہے ثابت کردے

ابو عثمان نھدی بیان کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے رو رو کر یہ دعا کر رہے تھے:

اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنَا عِنْدَكَ فِي شَقْوَةٍ وَذَنْبٍ فَإِنَّكَ تَمْحُو مَا تَشَاءُ وَتُثْبِتُ وَعِنْدَكَ أُمُّ الْكِتَابِ، فَاجْعَلْهَا سَعَادَةً وَمَغْفِرَةً

’’اے اللہ! اگر تو نے ہمیں اپنے ہاں شقی اور گنہگار لکھ رکھا ہے، تو جو چاہے مٹادے، جو چاہے ثابت رکھے۔ لوح محفوظ تیرے قبضے میں ہے۔ ہماری اس شقاوت کو سعادت اور مغفرت سے بدل دے‘‘۔

(مناقب أمير المؤمنين، لابن الجوزي: ص 159)

خیر کا کلمہ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے میرا پسندیدہ شخص وہ ہے جو مجھے میرے عیوب سے آگاہ کرے۔

(الطبقات الكبرى لابن سعد:3/222)

حسن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: سیدنا عمر بن خطاب اور کسی شخص میں کسی مسئلے پر تکرار ہوئی۔ وہ بندہ کہنے لگا، امیر المؤمنین! اللہ سے ڈریئے۔ ایک اور آدمی اسے کہنے لگا: تم کیسے آدمی ہو؟ امیر المؤمنین سے کہتے ہو: اللہ سے ڈریئے، ان سے بڑھ کر اللہ سے ڈرنے والا اور کون ہوسکتا ہے؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے منع کرنے والے سے کہا: اسے مت روکو، ایسا کہنے دو۔ پھر فرمایا:

لَا خَيْرَ فِيكُمْ إِذَا لَمْ تَقُولُوهَا وَلَا خَيْرَ فِينَا إِذَا لَمْ نَقْبَلْهَا مِنْكُمْ

’’جب تم ہم سے یہ خیر کا کلمہ نہیں کہو گے تو تم میں کوئی بھلائی نہیں ہوگی اور جب ہم اسے قبول نہیں کریں گے تو ہم میں کوئی بھلائی نہیں ہوگی۔

(السنن الكبرى، للبيهقي:6/350)

گھر والوں کو نماز کی تاکید

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے خادم اسلم بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رات کے آخری حصے میں نماز پڑھتے اور اپنے گھر والوں کو یہ کہتے ہوئے نصیحت کرتے: الصلاۃ، الصلاۃ پھر آپ یہ آیت تلاوت کرتے:

﴿وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَوٰةِ وَٱصْطَبِرْ عَلَيْهَا﴾ (طه: 132)

’’اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیجیے اور اس پر ثابت قدم رہیے‘‘۔

(مصنف عبدالرزاق:3/49)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی نصیحت

ودیعہ انصاری بیان کرتے ہیں: میں نے سنا، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک آدمی کو نصیحت کر رہے تھے: بے مقصد کلام چھوڑ دو، اپنے دشمن سے دور رہو، اپنے دوستوں سے بھی محتاط رہو۔ اگر دوست امانت دار ہو تو اس سے احتیاط کی ضرورت نہیں۔ امانت دار وہ ہے جس کے دل میں خشیت الٰہی ہے۔ فاجر کے ساتھ نہ چلو، وہ تمہیں بھی فسق و فجور میں مبتلا کردے گا۔ اپنی کسی پوشیدہ بات کے بارے میں اسے نہ بتاؤ۔ مشورہ صرف ایسے لوگوں سے کرو جن کے دلوں میں اللہ کا ڈر ہو۔

(مصنف ابن أبي شيبة:8/146)

بچوں سے مشورہ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: اپنے آپ کو کم سن ہونے کی وجہ سے حقیر نہ سمجھو۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے جب کوئی معاملہ آتا تو وہ بچوں کو بلا کر ان سے بھی مشورہ طلب کیا کرتے تھے۔ وہ ان کی حاضر دماغی سے بھی فائدہ اٹھالیا کرتے تھے۔

(جامع بيان العلم وفضله، لابن عبدالبر: ص251)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب جانیں ملائی جائیں گی

نعمان بن بشیر کہتے ہیں کہ میں نے سنا: سیدنا عمر بن خطاب نے ایک مرتبہ اس آیت کریمہ کی تلاوت کی:

﴿ وَإِذَا ٱلنُّفُوسُ زُوِّجَتۡ ﴾ (التكوير: 7)

’’جب نفوس کو اکٹھا کیا جائے گا‘‘۔

پھر اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:

اَلْفَاجِرُ مَعَ الْفَاجِرِ وَالصَّالِحُ مَعَ الصَّالِحِ

’’فاجر کو فاجر کے ساتھ اور صالح کو صالح کے ساتھ اکٹھا کیا جائے گا‘‘۔

(تفسير الطبري: تفسير سورة التكوير، الآية: 7)

حسب ونسب یاد رکھو

سیدنا عمر فاروق ؓ نے فرمایا:

تَعَلَّمُوا أَنْسَابَكُمْ لِتَصِلُوا أَرْحَامَكُمْ

’’اپنے نسب یاد رکھو تاکہ تم اپنے عزیز واقارب کے ساتھ صلہ رحمی کر سکو‘‘۔

(الأدب المفرد، للإمام البخاري: ص 72)

تراشے

احنف بن قیس بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب ؓ نے فرمایا:

تَفَقَّهُوا قَبْلَ أَنْ تَسَوَّدُوا

’’سرداری حاصل کرنے سے پہلے خاطر خواہ دینی علم حاصل کرو‘‘۔

(سنن الدارمي، حديث: 250)

تب تک وہ بھلائی پر رہیں گے

مسیّب ؒ بیان کرتے ہیں: میں سیدنا عمر ؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اہل شام کی طرف سے ایک قاصد آیا۔ آپ اُس سے شام کے حالات معلوم کرتے رہے۔ پھر آپ نے پوچھا: کیا اہل شام روزہ جلدی افطار کرتے ہیں؟ قاصد نے کہا: ’’جی ہاں‘‘۔ آپ نے فرمایا: جب تک وہ روزہ جلدی افطار کرتے رہیں گے بھلائی پر رہیں گے۔ وہ اہل عراق کی طرح ستاروں کے طلوع ہونے کا انتظار نہیں کریں گے۔

(مناقب أمير المؤمنين، لابن الجوزي: ص 193)

سچی توبہ

التوبۃ النصوح: سچی توبہ کے متعلق سیدنا عمر ؓ نے فرمایا: بندہ اپنے برے اعمال سے ڈرے، سچے دل سے توبہ کرے اور آئندہ سے انہیں نہ کرنے کا عہد کرے۔

(تفسير الطبري، تفسير سورة التحريم الآية: 8)

برے دوست سے تنہائی اچھی

سیدنا عمر فاروق ؓ نے فرمایا:

اَلْعُزْلَةُ رَاحَةٌ لِلْمُؤْمِنِ مِنَ الْخُلَّاطِ السُّوءِ

’’ایک مؤمن بندے کے لیے تنہائی برے ساتھیوں کے مقابلے میں راحت کا باعث ہے‘‘۔

(صحيح البخاري، كتاب الرقاق، وفتح الباري: 14/114)

حرص اور لالچ محتاجی ہے

سیدنا عمر ؓ نے فرمایا: حرص اور لالچ محتاجی ہے، مایوسی تونگری ہے۔ بندہ جب کسی چیز سے مایوس ہوتا ہے تو اس سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

(الزهد، لابن المبارك: ص 132)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عمر فاروقؓ کی زندگی کے سنہرے واقعات

سیدنا فاروق اعظم کی مبارک زندگی اسلامی تاریخ کا وہ روشن باب ہے جس نے ہر تاریخ کو پیچھے چھوڑ دیا۔ آپ نے حکومت کے انتظام وانصرام، بے مثال عدل وانصاف، عمال حکومت کی سخت نگرانی، رعایا کے حقوق کی پاسداری، اخلاص نیت وعمل، جہاد فی سبیل اللہ، زہد وعبادت، تقوی اور خوف وخشیت الٰہی اور دعوت کے میدانوں میں ایسے ایسے کارہائے نمایاں انجام دیے کہ انسانی تاریخ ان کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

انسانی رویوں کی گہری پہچان، رعایا کے ہر فرد کے احوال سے بروقت آگاہی اور حق وانصاف کی راہ میں کوئی رکاوٹ برداشت نہ کرنے کے اوصاف میں کوئی حکمران فاروق اعظم کا ثانی نہیں۔ آپ اپنے بے پناہ رعب وجلال اور دبدبہ کے باوصف نہایت درجہ سادگی، فروتنی اور تواضع کا پیکر تھے۔ آپ کا قول ہے کہ ہماری عزت اسلام کے باعث ہے دنیا کی چکاچوند کے باعث نہیں۔

سیدنا عمر فاروق کے بعد آنے والے حکمرانوں میں سے جس نے بھی کامیاب حکمران بننے کی خواہش کی، اسے فاروق اعظم کے قائم کردہ ان زریں اصولوں کو مشعل راہ بنانا پڑا جنہوں نے اس عہد کے مسلمانوں کی تقدیر بدل کر رکھ دی تھی۔

دارالسلام
کتاب وسنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

9786035001458

DARUSSALAM

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ